وصیّت

بسم الله الرحمن الرحیم

اسلام کا یہ عظیم الشان اسلامی انقلاب، کروڑوں ذی قدر انسانوں، ہزاروں زندہ وجاوید شہیدوں اور زندہ شہید جاں بازوں کی زحمتوں کا ثمرہ نیز دنیا کے کروڑوں مسلمانوں ومستضعفوں کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اس کی اہمیت وعظمت اتنی زیادہ ہے جس کا صحیح اندازہ لگانا بیان و قلم کے بس سے باہر ہے۔

میں روح اللہ موسوی الخمینی، اپنی تمام خطاؤں کے باوجود، خدائے تعالٰے کے عظیم کرم سے مایوس نہیں ہوں میرے اس پر خطر سفر کا زادہ راہ اس کریم مطلق سے میری یہی دلبستگی ہے۔

میں ایک حقیر (دینی) طالب علم کی حیثیت سے۔ جو دیگر برادران ایمانی کی طرح اس انقلاب، اس کے ثمرات کی بقااور اس کے زیادہ سے زیادہ بار آور ہونے سے لولگائے ہوئے ہے۔ موجودہ اور آئندہ نسلوں سے وصیت کے طور پر چند باتیں عرض کررہاہوں۔ چاہے وہ بار بار دہرائی کیوں نہ جاچکی ہوں۔ اور خداوند رحمان کی بارگاہ میں میری دعاہے کہ عرائض کے سلسلہ میں مجھے خلوص نیت فرمائے۔

ا۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ عظیم انقلاب جس نے عظیم ایران کا علامی لٹیروں اور ظالموں کی دست رس سے محفوظ کردیاہے، خداوند عالم کی غیبی مدد ہی کے سہارے کامیاب ہوا ہے۔ اگر خداوند عالم کا دست توانا نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ ۳۶ ملین پر مشتمل یہ آبادی ایسے پُر خطر حالات میں کامیابی سے ہم کنار ہوتی جب کہ اسلام اور علماء مخالف پروپگنڈے۔ خاص طور سے ان آخری سو برسوں میں۔ اپنے اوج پر تھے، قومیت کے نام پر، قوم مخالف اور اسلام دشمن محفلوں، نشستوں، تقریروں اور تحریروں میں ارباب زبان وقلم، عوام کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی انتھک کوشش کررہے تھے۔ وہ فعال جوان جنہیں اپنے عزیز وطن کی ترقی وسربلندی کے لئے اہم کردار ادا کرنا چاہئے، انھیں فساد وفحشا میں مبتلا کردیا گیا تھا۔ جوئے، شراب، منشیات اور فسق وفجور کے اڈے قائم کئے گئے تھے اور شعر ولطیفے گڑھے تھے تاکہ وہ مفسد

شاہ، اس کے جاہل باپ اور بڑی طاقتوں کے سفارت خانوں کی طرف سے قوم پر مسلط کی گئی نام نہاد پارلیمنٹوں اور حکومتوں کی خیانتوں نیز ان کے کالے کرتوتوں کی طرف سے لا پرواہ ہو جائیں۔

سب سے بدتر یونیورسٹیوں اور اسکولوں اور ان تعلیمی مراکز کی حالت تھی جن کے ہاتھوں میں ملک کی قسمت کا فیصلہ سونپا جاتا تھا۔ یہاں قوم اور قوم پرستی کے نام پر اسلام اور اسلامی ثقافت کے کٹر دشمن بلکہ صحیح تصور قومیت کے بھی مخالف، مغرب پرست یا مشرق نواز استادوں اور معلموں کا تقرر کیا جاتا تھا۔ اگرچہ ان کے درمیان کچھ خیر خواہ اور ذمہ داری کا احساس رکھنے والے افراد بھی موجود تھے لیکن وہ اپنی نہایت قلیل تعداد اور سخت دباؤ کے پیش نظر کوئی مثبت کردار ادا کرنے سے قاصر تھے۔ اسی طرح کے اور بھی دوسرے بہت سے مسائل تھے مثلاً علمائے دین کو کنارہ کشی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے پر مجبور یا پروپگنڈوں کے زور پر ان میں سے اکثر افراد کو فکری طور سے گمراہ کر دیا گیا۔ ایسے حالات میں ممکن نہ تھا کہ عوام متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔ پورے ملک میں ایک ہی مقصد کی خاطر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں۔ اپنے حیرت انگیز، معجز نما، ایثار و قربانی کے ذریعہ تمام بیرونی و داخلی طاقتوں کو پیچھے دھکیل کر ملک کی قسمت کا فیصلہ اور اس کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیں۔

لہٰذا اس میں شک نہیں کہ ایران کا اسلامی انقلاب اپنے وجود، جدوجہد کے انداز اور انقلابی مقاصد و محرکات، ہر اعتبار سے دنیا کے تمام انقلاب سے ممتاز ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ ایک الٰہی تحفہ اور ہدیہ تھا جو خداوند منان کی طرف سے اس مظلوم و تباہ حال قوم کو عطا ہوا ہے۔

۲۔ اسلام اور اسلامی حکومت ایک الٰہی دین ہے جو اپنے نفاذ کی صورت میں فرزندان اسلام کے لئے دنیا و آخرت کی سعادت کے اسباب بہترین طریقہ سے فراہم کر سکتی ہے۔ وہ ہر طرح کی جارحیت، فساد، ظلم و تعدی اور لوٹ کھسوٹ کا سد باب کر کے انسانوں کو ان کی منزل کمال تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اسلام ایک ایسا دبستان ہے جو غیر توحیدی دبستانوں کے برخلاف تمام سماجی، مادی، معنوی، ثقافتی، سیاسی، فوجی اور معاشی امور میں دخیل اور ان کا نگراں ہے نیز انسان اور معاشرہ کی تربیت اور اس کی مادی و معنوی ترقی میں مؤثر چھوٹے سے چھوٹے نکتہ کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اسلام نے افراد اور معاشرہ کے رشد و ارتقاء کی راہ میں درپیش تمام مشکلات اور رکاوٹیں گوش گزار کر دی ہیں اور

انھیں حل کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

اب جب کہ خداوند عالم کی تائید و توفیق سے ذمہ داری کا احساس رکھنے والی باوقار قوم کے توانا ہاتھوں اسلامی جمہوریہ کی بنیاد رکھی جاچکی ہے اور اس اسلامی حکومت کا مطمح نظر صرف اسلام اور اس کے ترقی یافتہ احکام ہیں۔ ایسے میں ایران کی عظیم الشان ملت پر فرض ہے کہ وہ اس کے تعلیمات کو ہر اعتبار سے نافذ کرنے اور اسے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کرے کیوں کہ اسلام کا تحفظ تمام واجبات سے اہم ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک تمام انبیائے عظام نے اس راہ مین جاں فشانی و فداکاری کی ہے یہاں تک کہ کوئی رکاوٹ انھیں اس عظیم فریضہ کی بجا آوری سے روک نہ سکی۔ اسی طرح ان کے بعد اصحاب باوفا اور آئمہ اسلام علیہم صلوات اللہ نے بھی اس کے تحفظ و بقاء کی خاطر اپنا خون نثار کردینے کی حد تک طاقت فرسا کوششیں کی ہیں۔ آج ملت ایران پر خصوصاً اور تمام مسلمانوں پر عموماً واجب ہے کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس الٰہی امانت کی حفاظت کریں جو ایران میں باقاعدہ طور پر منظر عام پر آچکی ہے ور نہایت مختصر سی مدت میں اس کے عظیم نتائج بھی سامنے آچکے ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی بقاء کے وسائل فراہم کریں نیز اس راہ میں حائل مشکلات اور رکاوٹوں کو برطرف کرنے کی کوشش کریں۔ امید ہے کہ اس کی نورانیت سے تمام اسلامی ممالک جگمگا اٹھیں گے اور ہر ملک و قوم کے لوگ اس حیات بخش مسئلہ میں باہمی تفاہم کے ذریعہ تاریخ کے مجرموں اور دنیا کو ہڑپنے والی بڑی طاقتوں کی دسترس سے ستم رسیدہ اور مظلوم انسانوں کو قیامت تک کے لئے محفوظ کرلیں گے۔

میں جو اپنی عمر کی آخری سانسیں لے رہا ہوں۔ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسی باتیں جو اس الٰہی امانت کی بقاء و تحفظ کے لئے ضروری ہیں اور جو چیزیں اس کی بقاء کے لئے خطرناک اور اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرسکتی ہیں ان سے موجودہ اور آئندہ نسلوں کو باخبر کردوں۔ بارگاہ رب العالمین میں سب کی تائید و توفیق کا خواہاں ہوں۔

الف: اس میں شک نہیں کہ اسلامی انقلاب کی بقاء کا راز بھی وہی ہے جو اس کی کامیابی کا راز تھا اور عوام اس سے پورے طور پر واقف ہیں۔ آئندہ نسلیں تاریخ میں پڑھیں گی کہ اس کامیابی کے

دو بنیادی رکن تھے۔

ایک جذبۂ للٰہیت (خلوص نیت) اور اسلامی حکومت (کے قیام) کا اعلیٰ مقصد، دوسرے اس مقصد (کی تکمیل) کے لئے ملک بھر میں اتحاد و یک جہتی کے ساتھ عوام کا اجتماع۔

میں تمام موجودہ اور آئندہ نسلوں سے وصیت کرتا ہوں کہ اگر آپ اسلام اور اللہ کی حکومت برقرار رکھنا چاہتے ہیں، ملکی و غیر ملکی استحصالیوں اور سامراجی طاقتوں کے ہاتھ اپنے ملک سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو الٰہی مقصد و محرک کو، جس کی خداوند عالم نے قرآن مجید میں تاکید کی ہے، ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ اس الٰہی جذبۂ و محرک کے مد مقابل، جو کامیابی اور اس کی بقاء کا اصل راز ہے، مقصد فراموشی اور اختلاف و تفرقہ پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ دنیا بھر کے پروپگنڈہ مشینریاں اور ان کے مقامی ایجنٹ اپنی پوری طاقت کے ساتھ، پھوٹ ڈالنے والی جھوٹی باتیں گھڑنے اور افواہیں پھیلانے کی بھرپور کوشش بلاوجہ نہیں کررہے ہیں، اس راہ میں اربوں ڈالریوں ہی نہیں خرچ کررہے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ کے مخالفوں کی اس علاقہ میں مسلسل آمدورفت بے مقصد نہیں ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ ان کے درمیان بعض اسلامی ممالک کے ایسے حکمراں اور سربراہ بھی نظر آتے ہیں جو آنکھ کان بند کرکے امریکہ کی غلامی کے لئے حاضر ہیں اور اپنے ذاتی مفاد کے سوا انہیں کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بعض عالم نما افراد بھی شامل ہیں۔

آج اور مستقبل میں بھی جس چیز کو اہمیت کے ساتھ ایرانی قوم اور مسلمانان عالم کے مد نظر رہنا چاہئے وہ تباہ کن پرپگنڈوں کو ناکام بنانے کا عمل ہے۔ تمام مسلمانوں، خاص طور پر ایرانیوں اور مزید خصوصیت کے ساتھ عصر حاضر کے لوگوں سے میری وصیت یہ ہے کہ ان سازشوں کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوں اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے درمیان اتحاد و یک جہتی کو مستحکم کرکے کافروں اور منافقوں کو (ان کے ناپاک ارادوں میں) مایوس کردیں۔

ب: ایک اہم ترین سازش جو موجودہ صدی، خاص کر ان آخری دہائیوں میں اور خصوصیت سے انقلاب کی کامیابی کے بعد آشکار اطوار پر نظر آرہی ہے ایسے پروپگنڈے ہیں جو تمام اقوام عالم بالخصوص ایران کی فداکار قوم کو اسلام سے مایوس کرنے کے لئے مختلف عنوانات سے وسیع پیمانہ پر کئے

جارہے ہیں۔ کبھی کھلم کھلا یہ کہا جاتا ہے کہ "چودہ سو سال پہلے بنائے گئے اسلامی قوانین۔ عصر حاضر میں ملکوں کا انتظام چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے" اور کبھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام ایک رجعت پسند دین ہے جو جدیدیت اور تمدن کا مخالف ہے جب کہ اس دور میں کوئی ملک عالمی تہذیب اور اس کے آثار سے دامن نہیں بچا سکتا۔" اسی طرح کے اور دوسرے بہت سے احمقانہ پروپگنڈے کئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات نہایت موذی انداز میں شیطنت سے کام لیتے ہوئے اسلامی تقدس کی حمایت کی آڑ میں یہ کہتے ہیں کہ اسلام اور دوسرے الٰہی ادیان کو صرف معنویات اور تزکیۂ نفس سے سروکار ہے وہ دنیوی مقام و منصب سے علیحدگی اور دنیا کو ترک کر کے ان دعاؤں، عبادتوں اور اذکار میں مشغول رہنے کی دعوت دیتے ہیں جو انسان کو خدائے تعالیٰ سے نزدیک اور دنیا سے دور کر دیں، لہٰذا حکومت و سیاست میں مداخلت اس عظیم اور معنوی مقصد کے خلاف ہے۔ کیوں کہ یہ تمام چیزیں دنیاداری سے تعلق رکھتی ہیں اور دنیاداری انبیائے عظام کی سیرت کے خلاف ہے۔

افسوس صد افسوس! اس دوسرے قسم کے پروپگنڈہ نے بعض علماء اور اسلام سے ناواقف دین داروں کو اتنا متاثر کر دیا تھا کہ وہ حکومت وسیاست میں مداخلت کو فسق و گناہ سمجھنے لگے تھے اور شاید آج بھی کچھ لوگ اسی طرح کا تصور رکھتے ہوں۔ یہ وہ عظیم المیہ ہے جس سے اسلام دوچار تھا۔

پہلے گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے بارے میں تو یہ کہنا چاہئے کہ یا تو وہ حکومت، قانون اور سیاست سے بالکل نابلد ہیں یا اپنے اغراض و مقاصد کے پیش نظر خود کو ان چیزوں سے ناواقف ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ عدل و قسط کی میزان پر قوانین کا نفاذ، ظلم و ستم اور مطلق العنانی کا سد باب، انفرادی اور سماجی انصاف کا قیام، ہر طرح کے انحرافات اور فساد و فحشاء پر پابندی، عقل و عدل کے معیار پر پوری اترنے والی آزادی و استقلال اور خود کفالتی نیز استعمار، استحصال ار غلامی کی بیخ کنی۔ دنیا کو فساد سے محفوظ رکھنے اور معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لئے عدل و انصاف پر مبنی حدود، قصاص اور تعزیرات سے متعلق قوانین کا نفاذ۔ سیاست اور معاشرہ کے نظام کو عقل اور عدل و انصاف کے مطابق چلانا اور اسی طرح کے سیکڑوں دوسرے مسائل۔ ایسی چیزیں نہیں ہیں جو بشریت اور سماجی زندگی کی طویل تاریخ کے دوران پرانی اور فرسودہ ہو جائیں۔

یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ ریاضی اور عقلی اصولوں کو اس صدی میں بدل کر اس کی جگہ نئے اصول و قوانین بنائے جانے چاہئے ابتدائے تخلیق (اور آغاز کائنات) میں سماجی انصاف کا قیام اور قتل و غارت نیز ظلم و ستم کی روک تھام ضروری تھی لیکن اب چونکہ ایٹمی دور ہے لہذا اب وہ طریقہ فرسودہ ہو چکا ہے!

رہا یہ دعویٰ کہ اسلام ایجادات واختراعات کا مخالف ہے جیسا کہ ایران کا معزول شاہ محمد رضا پہلوی کہا کرتا تھا کہ "یہ (علماء) اس دور میں بھی گدھوں پر بیٹھ کر سفر کرنا چاہتے ہیں۔" ایک احمقانہ الزام کے سواء کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ کہ اگر آثارِ تمدن اور جدیدیت سے مراد یہی ایجادات واختراعات اور ترقی یافتہ صنعتیں ہیں جو انسانی تمدن کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتی ہیں تو اسلام یا کسی بھی توحیدی مذہب نے نہ کبھی اس کی مخالفت کی ہے اور نہ کریگا۔ بلکہ اسلام اور قرآن مجید نے علم و صنعت کے حصول پر بڑا زور دیا ہے اور اگر جدیدیت و تمدن سے مراد وہ معنیٰ ہیں جو بعض پیشہ ور روشن خیال بیان کرتے ہیں کہ تمام برے کام اور فساد و فحشا یہاں تک کہ ہم جنس بازی وغیرہ کی بھی آزادی ہونا چاہئے تو تمام آسمانی ادیان، دانشوران عالم اور عقلا، سبھی اس کے مخالف ہیں۔ اگرچہ مشرق و مغرب کے پرستار، اندھی تقلید کرتے ہوئے اس طرح کی آزادی کی ترویج کر رہے ہیں۔

رہا دوسرا گروہ جو شیطانی منصوبہ رکھتا ہے اور اسلام کو حکومت وسیاست سے جدا سمجھتا ہے تو ان نادانوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کریم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت میں جتنے احکام سیاست و حکومت کے سلسلہ میں پائے جاتے ہیں اتنے کسی اور موضوع سے متعلق بیان نہیں ہوئے ہیں بلکہ عبادات سے متعلق بھی اسلام کے بہت سے احکام عبادی سیاسی ہیں جن سے غفلت بہت سی مصیبتوں کا سبب بنی ہے۔

خود پیغمبر اسلامؐ نے دنیا کی تمام حکومتوں کی طرح، حکومت تشکیل دی تھی۔ لیکن آپ کا مقصد، سماجی انصاف قائم کرنا تھا۔ صدر اسلام کے خلفاء بھی وسیع حکومتوں کے مالک تھے۔ اسی مقصد کے تحت مزید وسیع پیانہ پر قائم ہونے والی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی حکومت بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اس کے بعد بھی کم و بیش اسلام کے نام پر حکومتیں قائم ہوتی رہی ہیں اور آج بھی

اسلام ورسول اکرمؐ کے اتباع میں بہت سے لوگ اسلامی حکومت کے دعویدار ہیں۔ میں اس وصیت نامہ میں صرف اشارہ کرتے ہوئے گذر رہا ہوں لیکن امید رکھتا ہوں کہ مصنفین، مورخین اور سماجیات کے ماہرین، مسلمانوں کو اس غلط تصور سے نجات دلائیں گے اور جو کچھ کہا جارہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو صرف معنویات سے سروکار ہے اور دنیاوی حکومت وسیاست مذموم ہے! انبیاء اولیاء، اور بزرگ ہستیاں اس سے اجتناب کرتی تھیں اور ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے! افسوسناک غلط فہمی ہے جس کا نتیجہ اسلامی قوموں کو تباہ و برباد کرنے اور خونخوار سامراجیوں کے لئے راہ ہموار کرنے کے سواء کچھ نہیں ہے کیونکہ اسلام کی نگاہ میں جو چیز مذموم ہے وہ غلط دنیاوی مقاصد اور اقتدار کی ہوس کے لئے ظلم وستم پر مبنی مطلق العنان شیطانی حکومتیں ہیں جن سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ زراندوزی، اقتدار پرستی اور طاغوتیت ہے جس سے اسلام نے ہمیں روکا ہے۔

مختصر یہ کہ جس دنیا کی مذمت کی گئی ہے وہ دنیا ہے جو انسان کو حق تعالیٰ سے غافل کردے۔ لیکن اس کے برخلاف سماجی عدل وانصاف قائم کرنے، ظلم وستم سے روکنے اور مستضعفوں کے فائدے کے لئے حکومت حق کا قیام ایسی چیز ہے جس کے لئے حضرت سلیمانؑ بن داؤد، پیغمبر اسلامؐ اور آپ کے عظیم الشان اوصیاء جیسے افراد کوششیں کرتے رہے ہیں۔ اسلامی حکومت کی تشکیل اہم ترین اور عظیم ترین عبادت ہے۔ چنانچہ ایسی حکومت میں پائی جانے والی صحت مند سیاست ایک ضروری عنصر ہے۔

ایران کے ہوشیار وبیدار عوام کو اسلامی بصیرت کے ساتھ ان تمام سازشوں کو ناکام بنادینا چاہئے۔ فرض شناس مقررین ومصنفین، قوم کے تعاون سے اٹھ کھڑے ہوں اور سازشی شیطانوں کے ہاتھ قلم کردیں۔

ج: ان سازشوں سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور شاطرانہ سازش یہ ہے کہ پورے ملک اور زیادہ تر شہروں میں ایسی افواہیں پھیلائی جارہی ہیں کہ "اسلامی جمہوریہ نے بھی عوام کی کوئی خدمت نہیں کی۔ بے چارے عوام نے طاغوت کی ظالمانہ حکومت سے نجات پانے کے لئے بڑے شوق وولولہ کے ساتھ قربانیاں دی تھیں، لیکن وہ اس سے بھی بدتر حکومت پہلے سے زیادہ محرومیت وکمزوری کا شکار ہوگئے ہیں۔ قید خانے ان جوانوں سے بھرے ہوئے ہیں جن سے ملک کی امیدیں وابستہ ہیں۔ تشدد، ایذارسانی

اور ٹارچر کا سلسلہ گزشتہ حکومت سے کہیں زیادہ بدتر اور غیر انسانی حد تک پہنچ گیا ہے۔ روزانہ کچھ نہ کچھ افراد اسلام کے نام پر موت کے گھاٹ اتارے جا رہے ہیں۔ اے کاش! ایسی جمہوری حکومت سے اسلام کا نام جڑا نہ ہوتا۔ یہ دور رضا خان اور اس کے بیٹے کے دور سے بھی بدتر ہے۔ عوام رنج و تعب اور کمر توڑ مہنگائی میں گرفتار ہوتے جا رہے ہیں۔ سربراہان مملکت، حکومت کو کمیونسٹ نظام کی طرف لے جا رہے ہیں۔ عوام کے مال و دولت کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ انھیں ہر میدان میں آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے۔"

اسی طرح کی اور بہت سی افواہیں جنہیں منصوبہ بند طریقہ سے پھیلایا جا رہا ہے۔ ان افواہوں کے پیچھے باقاعدہ سازش اور منصوبہ بندی کی دلیل یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے گلی کوچوں میں ایک موضوع زبان پر آتا ہے اور پھر جہاں جایئے اس کے بارے میں گفتگو ہوتی نظر آتی ہے۔ ٹیکسیوں میں یہی گفتگو، بسوں اور سٹی بسوں میں یہی گفتگو جہاں چند افراد جمع ہوئے یہی۔ گفتگو جب ایک شوشہ پر انا ہو جاتا ہے تو دوسرا شگوفہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض علماء جو شیطانی حیلوں اور سازشوں سے بے خبر ہیں۔ سازشی جرگہ کے کچھ ایجنٹوں کے کہنے پر ان افواہوں کے صحیح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں اور یہ صورت حال پیش آنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہت سے افراد جو ان افواہوں کو سنتے ہیں اور اس پر یقین کر لیتے ہیں وہ عالمی حالات، دنیا میں رونما ہونے والے انقلابات اور انقلاب کے بعد حوادث و واقعات نیز ان عظیم مشکلات سے ناواقف ہیں جن سے فرار ممکن نہیں۔

اسی طرح وہ ان انقلابی تبدیلیوں کے بارے میں بھی صحیح معلومات نہیں رکھتے ہیں جو سو فیصد اسلام کے حق میں ہیں۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر آنکھ بند کر کے اس قسم کی افواہیں سنتے ہیں اور خود بھی غفلت کی بناء پر یا جان بوجھ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

میں انھیں نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا کی موجودہ صورت حال کا مطالعہ، ایران کے اسلامی انقلاب کا دنیا کے دیگر انقلابات سے موازنہ اور اسی طرح ان قوموں اور ملکوں کے حالات کا جائزہ لئے بغیر جہاں انقلابات رونما ہوئے ہیں کہ انقلاب کے وقت اور انقلاب کے بعد وہاں کیا گزری ہے

اعتراضات کی بوچھار نہ کریں۔ پہلے ان مسائل اور مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے جن میں یہ طاغوت زدہ ملک رضاخان اور اس سے بدتر محمد رضا کے ہاتھوں گرفتار نیز ان دونوں کی لوٹ کھسوٹ کا شکار رہا ہے اور ان کی پیدا کردہ مشکلات اس حکومت کو میراث میں ملی ہیں۔ طاغوت کے دور میں تباہ و برباد کردینے والے اغیار کی غلامی۔ وزارت خانوں، دفاتر، معیشت اور فوج کی صورتحال، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا ماحول۔ سینما ہال، عیاشی کے مراکز، جوانوں اور عورتوں کی حالت۔ علماء، دین دار افراد، فرض شناس حریت پسندوں، باعفت خواتین اور مساجد کی صورت حال کا جائزہ لیجئے پھر موجودہ دور میں موت یا قید کی سزا پانیوالے افراد کی عدالتی مسل دیکھئے، قید خانوں کا معائنہ کیجئے۔ ذمہ داروں کے طرز عمل کی تحقیق کیجئے۔ سرمایہ داروں، بڑی بڑی زمینیں ہڑپنے والوں، ذخیرہ اندوزوں اور گراں فروشوں کے سرمایہ کے بارے میں معلومات حاصل کیجئے۔ عمومی اور انقلابی عدالتوں کے سلسلہ میں چھان بین کیجئے۔ ان کا گزشتہ دور کی عدالتوں سے موازنہ کیجئے۔ اسلامی پارلیمنٹ کے ممبروں، اس دور کے وزیروں، گورنروں نیز دوسرے سرکاری عہدیداروں کا جائزہ لیتے ہوئے گزشتہ دور سے ان کا موازنہ کیجئے۔ ان دیہاتوں میں جو زندگی کی ضرورتوں یہاں تک کہ پانی اور علاج کی سہولتوں سے بھی محروم تھے، حکومت اور تعمیری ادارہ "جہاد سازندگی" کے کارناموں کا مشاہدہ کیجئے۔ ناخواستہ جنگ کی مشکلات اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل مثلاً: لاکھوں جنگی مہاجر، شہداء جنگ سے متاثرین کے اہل خاندان، نیز لاکھوں افغانی و عراقی مہاجرین کو مد نظر رکھتے ہوئے گزشتہ دور کی حکومت سے موازنہ کیجئے۔ اقتصادی ناکہ بندی، امریکہ اور اس کے داخلی و خارجی گماشتوں کی پے در پے سازشوں پر نظر ڈالئے۔ حالات و مشکلات اور بدنظمیاں جنھیں اسلام دشمن عناصر، گمراہ افراد اور نادان دوست جنم دینے کی کوشش کررہے ہیں یہ اور اسی طرح کے بے شمار دوسرے مسائل کو سمجھئے اور ان کا گہرا مطالعہ کیجئے (پھر موجودہ اسلامی نظام کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنانے کی کوشش کیجئے)

تباہ کن تنقید اور گالم گلوج کا دروازہ نہ کھولئے۔ اس مظلوم و غریب اسلام کے حال پر رحم کیجئے جو سیکڑوں سال تک تاناشاہوں کے ظلم و ستم اور عوام کی جہالت کا شکار رہنے کے بعد ابھی ابھی اپنے پیروں پر کھڑا ہوا ہے اور اسے داخلی و خارجی دشمن چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔

مین میخ نکالنے والے ذرا یہ سوچیں کہ کیا (اسلامی حکومت کو) کچلنے کے بجائے یہ بہتر نہیں ہے کہ اصلاح اور مدد کرنے کی کوشش کریں۔ منافقوں ظالموں، سرمایہ داروں اور خدا سے غافل بے انصاف ذخیرہ اندوزوں کی حمایت کے بجائے مظلوم، ستم رسیدہ اور محروم طبقہ کی پشت پناہی کریں۔ دہشت گردوں کی طرفداری اور ان کی بالواسطہ حمایت کے بجائے ان علماء اور حکومت کے مظلوم و فرض شناس خدمت گزاروں کی جانب توجہ مبذول کریں جو، ان گروہوں کی دہشت گردی کا نشانہ بنے ہیں۔

میں نے نہ کبھی کہا ہے اور نہ کہتا ہوں کہ آج اس جمہوریہ میں عظیم الشان اسلام پر ہر اعتبار سے عمل ہو رہا ہے اور کچھ افراد اپنی جہالت، کینہ پروری یا لا قانونیت کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ہیں!! لیکن اتنا ضرور عرض کردوں گا کہ عدلیہ، مقننہ اور مجریہ اس ملک کو اسلامی بنانے کے لئے نہایت مشقت اور جاں فشانی سے کام لے رہی ہیں۔ اور کروڑوں عوام بھی ان کے حامی و مددگار ہیں۔ اگر روڑے اٹکانے اور مین میخ نکالنے والی یہ اقلیت بھی ان کا ہاتھ بٹانے لگے تو یہ آرزوئیں بہت جلد اور آسانی کے ساتھ پوری ہو جائیں گی اور اگر خدانخواستہ یہ لوگ ہوش میں نہ بھی آئیں پھر بھی چونکہ عوام بیدار ہو چکے ہیں، حالات سے واقف ہیں اور میدان عمل میں ڈٹے ہوئے ہیں انشاءاللہ یہ اسلامی و انسانی آرزوئیں مکمل طور پر پوری ہو کر رہیں گی اور مین میخ نکالنے والے کج افراد اس سیل رواں کے مقابلہ میں ٹھہر سکیں گے۔

میں پوری جرأت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ عصر حاضر میں ملت ایران حسین بن علی صلوات اللہ و سلامہ علیہما کے زمانہ میں موجود کوفہ و عراق کی قوم سے بہتر ہیں۔ حجاز کی حالت یہ تھی کہ رسول اللہؑ کے عہد میں مسلمان بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ مختلف بہانوں سے محاذ پر جانے سے کتراتے تھے۔ چنانچہ خدائے متعال نے سورۂ توبہ میں چند آیتوں کے ذریعہ انھیں متنبہ کیا اور عذاب کی دھمکی دی۔ ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے اتنی جھوٹی باتیں منسوب کیں کہ، روایتوں کے مطابق، حضورؐ نے ان لوگوں پر نفرین فرمائی۔ کوفہ و عراق کے عوام نے امیر المومنینؑ سے اتنی بدسلوکی کی اور آپ کی اطاعت سے اس طرح گریز کرتے رہے کہ ان کے بارے میں حضرت علیؑ کے شکوے کتابوں میں موجود اور تاریخ میں مشہور ہیں۔ کوفہ و عراق کے مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ سید الشہداء پر بے شمار

مظالم ڈھائے گئے لیکن (ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی) جن لوگوں نے آپ کی شہادت میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہیں کیا وہ یا تو معرکہ سے بھاگ گئے اور یا گھروں میں دبکے بیٹھے رہے یہاں تک کہ وہ تاریخی المیہ رونما ہو گیا۔

لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملت ایران۔ چاہے وہ فوج و سپاہ و بسیج ہو یا رضاکار عوامی اور قبائلی فورس، محاذ کی پہلی صف ہو یا محاذ کے پیچھے کا میدان، کس قدر شوق و ولولے کے ساتھ قربانیاں دے رہی ہے اور شجاعت و بہادری کے کیسے کیسے نمونے پیش کر رہی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پورے ملک کے محترم عوام کس قدر قیمتی مدد فراہم کر رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جنگ زدہ افراد، شہیدوں کے ورثاء اور ان کے اہل خاندان ہم سے پر شوق و دلیرانہ انداز میں اطمینان بخش کردار و گفتار کے ساتھ ملتے ہیں۔

یہ سب کچھ خدا سے متعلق، اسلام اور حیات جاوید سے ان کے عشق اور پختہ ایمان کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ وہ نہ رسول اکرم کی خدمت بابرکت میں ہیں اور نہ معصوم امام صلوات اللہ علیہ کے حضور میں۔ ان کا محرک صرف غیب پر ایمان و اطمینان ہے اور یہی مختلف میدانوں میں کامیابی کا راز ہے۔

اسلام کے اپنے فرزندوں کی تربیت پر فخر کرنا چاہیے۔ خود ہمارے لئے بھی باعث افتخار ہے کہ ایک ایسے دور میں اور ایک ایسی قوم کی خدمت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

میں یہاں ان لوگوں سے جو مختلف اغراض و مقاصد کے تحت اسلامی جمہوریہ کی مخالفت کرتے ہیں نیز ان جوان لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی جنہیں ابن الوقت اور مفاد پرست گمراہ و منحرف منافقین استعمال کر رہے ہیں، یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم غیر جانب دار بن کر آزادی فکر کے ساتھ سوچو اور فیصلہ کرو۔ اسلامی جمہوریہ کو نابود کرنے کے در پے طاقتوں کے پروپیگنڈوں، طریقہ کار، محروم و مظلوم عوام کے ساتھ ان کے برتاؤ کا جائزہ لو نیز ان گروہوں اور حکومتوں کے بارے میں چھان بین کرو جو ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ اسی طرح ملک کے اندر موجود ان افراد اور جماعتوں کو پرکھو جو ان حکومتوں سے وابستہ ہو کر ان کی مدد کر رہی ہیں۔ ان لوگوں کے اخلاق و کردار اور اپنے ہواخواہوں کے ساتھ ان کے برتاؤ نیز مختلف حوادث

وواقعات کے دوران ان کے موقفوں کی تبدیلی کے بارے میں ہوائے نفس سے آزاد ہو کر پوری توجہ کے ساتھ تحقیق کرو۔ اور ان لوگوں کے حالات زندگی کا بھی مطالعہ کرو جو اس اسلامی جمہوریہ میں گمراہ منحرف منافقوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں۔ پھر ان شہیدوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان موازنہ کرو۔ شہیدوں کی کچھ کیسٹ موجود ہیں، مخالفوں کی کیسٹ بھی شاید تم لوگوں کے پاس موجود ہوں گی۔ دیکھو ان میں سے کون سا گروہ معاشرہ کے محروموں ار مظلوموں کا حامی ومددگار ہے؟

بھائیو! میری موت سے پہلے تم یہ کاغذات (وصیت نامہ) نہ پڑھ سکوگے۔ ممکن ہے میرے (انتقال کے) بعد اسے پڑھو۔ اس وقت میں تمہارے درمیان موجود نہ ہوں گا کہ اپنے فائدہ کی خاطر یا کوئی عہدہ ومنصب حاصل کرنے کی غرض سے تمہیں اپنی جانب متوجہ کروں اور تمہارے جوان دلوں سے کھیلنا چاہوں۔ چونکہ تم لوگ شائستہ جوان ہو۔ لہذا میں یہ چاہتاہوں کہ تم اپنی زندگی خدا، عزیز اسلام اور سلامی جمہوریہ کی راہ میں صرف کرو تاکہ دونوں جہاں کی سعادتوں سے فیضاب ہوسکو۔

میں خدائے غفور سے دعا کرتاہوں کہ انسانیت کی صراط مستقیم کی جانب تمہاری ہدایت فرمائے اور اپنی رحمت واسعہ سے ہمارے اور تمہارے گزشتہ اعمال سے درگزر فرمائے۔ تم بھی خلوت وتنہائی میں خداوند عالم سے یہی دعا کرو کیوں کہ وہ ہادی ورحمان ہے۔

ایک وصیت میں ملت ایران نیز بڑی طاقتوں کے چنگل میں اسیر اور فاسد حکومتوں کے ہاتھوں میں گرفتار تمام قوموں سے کرتاہوں:

ایران کے محترم عوام سے میری وصیت یہ ہے کہ آپ لوگوں نے جو نعمت اپنے عظیم جہاد اور غیرت مند جوانوں کے خون کے ذریعہ حاصل کی ہے اس کی اپنی عزیز ترین چیز کی طرح قدر کیجئے۔ اس کی حفاظت ونگہبانی کیجئے۔ اس عظیم الٰہی نعمت اور خدائے امانت کی راہ میں جدوجہد کیجئے۔ اس صراط مستقیم کے سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلوں سے نہ گھبرائیے کیوں کہ:

"ان تنصروا الله ینصر کم ویثبّت اقدامکم"

پیش آنے والی مشکلوں میں اسلامی حکومت کا ساتھ دیجئے۔ انھیں دور کرنے کی کوشش کیجئے۔ حکومت اور پارلیمنٹ کو اپنا سمجھئے اور محترم وعزیز محبوب کی طرح ان کی حفاظت کیجئے۔

حکومت کے اراکین، پارلیمنٹ کے ممبروں اور دیگر عہدیداروں سے وصیت کرتا ہوں کہ اس قوم کی قدر کیجئے۔ اس کی خدمت گزاری خاص طور سے محروموں، مستضعفوں اور مظلوموں کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کیجئے۔ یہ ہماری آنکھوں کے نور اور ہم سب کے ولی نعمت ہیں۔ اسلامی جمہوریہ ان ہی لوگوں کی کوششوں اور قربانیوں کا ثمرہ ہے اور اس کی بقاء بھی ان ہی کی جانفشانیوں کی رہین منت ہے۔ خود کو عوام کا اور عوام کو اپنا سمجھئے۔ تہذیب و تمدن سے دور، عقل و خرد سے عاری مطلق انسانی اعمال کے ذریعہ جو ایک اسلامی حکومت کے شایان شان ہو۔

تمام اسلامی قوموں سے وصیت کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوری حکومت اور ایران کی مجاہد قوم کو اپنے لئے نمونۂ عمل بنائے۔ اور اگر آپ کی ظالم حکومتیں عوام کے مطالبات۔ جو ایرانی عوام کے مطالبات جیسے ہیں۔ نہ مانیں تو پوری طاقت کے ساتھ ان حکومتوں کا سر کچلئے۔ کیونکہ مسلمانوں کی بدبختی کا سبب یہی مشرق و مغرب سے وابستہ حکومتیں ہیں۔

میں تاکید کرتا ہوں اور اس کے ساتھ وصیت کرتا ہوں کہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ کی مخالفت کرنے والے پروپگنڈہ بھونپوؤں پر کان نہ دھریئے۔ کیوں کہ یہ سب بڑی طاقتوں کے مفادات کے تحفظ کی خاطر اسلام کو میدان عمل سے دور کرنے پر کمربستہ ہیں۔

د : سامراجی اور استحصالی بڑی طاقتوں کا ایک اور شیطانی منصوبہ۔ جس پر برسوں سے عمل ہو رہا ہے اور جو ایران میں رضاخان کے دور میں اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا تھا نیز محمد رضا کے زمانے میں بھی اس پر مختلف طریقوں سے عمل ہوتا رہا ہے۔ علمائے دین کو گوشہ نشین بنانا ہے چنانچہ رضاخان کے دور میں روحانی لباس سے محرومی، قید، جلاوطنی، ہتک حرمت اور تختہ دار کے ذریعہ اس منصوبہ پر عمل کیا گیا۔ محمد رضا کے زمانہ میں کچھ دوسرے منصوبے اور نئی روشیں اپنائی گئیں۔ ان میں سے ایک منصوبہ علمائے دین اور یونیورسٹی والوں کے درمیان عداوت و دشمنی کا بیج بونا تھا۔ اس سلسلہ میں وسیع پیمانہ پر پروپگنڈہ کیا گیا اور افسوس ہے کہ بڑی طاقتوں کی اس شیطانی سازش اور دونوں طبقہ کی لاعلمی کی وجہ سے اس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی برآمد ہوا۔

ایک طرف سے یہ کوشش کی گئی کہ ابتدائی اسکولوں سے یونیورسٹیوں تک، تمام مدرسین،

اساتذہ پرنسپل اور وائس چانسلر، مشرق پرستوں یا مغرب نوازوں اور اسلام نیز دیگر ادیان کے مخالف افراد کے درمیان سے چنے جائیں۔ مومن و فرض شناس افراد اقلیت میں رہیں تاکہ مستقبل میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے والے مؤثر طبقے کی بچپن سے نوجوانی اور نوجوانی سے جوانی تک اس طرح سے تربیت کی جائے کہ وہ ادیان سے بطور مطلق اور اسلام سے خصوصی طور پر بیزار ہو جائیں۔ اسی طرح وہ ادیان سے وابستہ افراد خاص کر علماء اور مبلغین سے متنفر رہیں۔ اس زمانہ میں دین دار افراد اور علمائے دین کو انگریزوں کا ایجنٹ بتایا جاتا تھا۔ بعد کے مرحلوں میں انھیں سرمایہ داروں، جاگیر داروں اور رجعت پسندی کے حامی و طرفدار نیز تمدن و ترقی کے مخالف کی حیثیت سے پہچنوایا جانے لگا تھا۔

دوسری طرف سے غلط و بے بنیاد پروپگنڈوں کے ذریعہ علماء، مبلغین اور دیندار افراد کو یونیورسٹی اور یونیورسٹی والوں سے خوفزدہ کر دیا گیا تھا۔ ان سب پر لادینی، فسق و فجور اور اسلامی و دینی آثار کی مخالفت کی تہمت لگائی تھی۔ اس کا فطری نتیجہ یہ تھا کہ حکومت کے کارندے ادیان، اسلام، علماء اور دین دار افراد کے مخالف ہو گئے اور عوام۔ جو دین اور علمائے دین سے الفت رکھتے ہیں۔ حکومت اور اس سے متعلق تمام چیزوں کے مخالف بن گئے۔ حکومت و عوام نیز علماء اور یونیورسٹی سے متعلق افراد کے درمیان اس گہرے اختلاف نے لٹیروں کے لئے میدان اس طرح ہموار کر دیا کہ ملک کے تمام امور ان کے قبضۂ قدرت میں اور ملت کے سارے خزانے ان کی جیب میں چلے گئے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ اس مظلوم قوم پر کیا بیتی اور مستقبل میں اس پر کیسی مصیبت آنے والی تھی۔

اب جب کہ علمائے دین، یونیورسٹی سے وابستہ افراد، تاجروں، کسانوں، مزدوروں اور دوسرے طبقوں پر مشتمل عوام کے مسلسل جہاد اور خداوند متعال کی مشیت سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں۔ بڑی طاقتوں کی قدرت کے بند منہدم ہو چکے ہیں۔ ملک ان سامراجی لٹیروں اور ان کے گماشتوں سے نجات پا چکا ہے۔ میری وصیت یہ ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلیں غفلت نہ برتیں۔ عزیز و غیرت مند جوانوں اور یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے افراد، علمائے دین اور اسلامی علوم کے طلباء سے اپنے تعلقات، دوستی اور تفاہم میں مزید استحکام پیدا کریں۔ غدار دشمن کے منصوبوں اور سازشوں سے غافل نہ رہیں۔ جب کسی شخص یا اشخاص کو اپنے قول و فعل سے ان لوگوں کے درمیان کینہ و نفاق کا

بیج بوتے دیکھیں فوراً ہی انہیں نصیحت وہدایت کریں اور اگر نصیحت، موثر واقع نہ ہو تو ان سے کنارہ کشی اختیار اور ان کا بائیکاٹ کریں۔ سازش کو جڑ نہ پکڑنے دیں کیوں کہ چشمہ کا دہانہ بند کرنا آسان ہوا کرتا ہے۔ خاص طور سے اگر اساتذہ کے درمیان کوئی ایسا شخص ہو جو گمراہی پھیلانا چاہتا ہے تو پہلے اسے نصیحت ورہنمائی کریں اور اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو پھر اسے اپنے پاس سے اور اپنی کلاس سے دور کریں۔

اس وصیت کا زیادہ تر تعلق، علماء اور دینی علوم کے طلباء سے ہے۔ یونیورسٹیوں میں جنم لینے والی سازشیں ایک مخصوص گہرائی کی حامل ہوتی ہیں۔ دونوں محترم طبقے جو معاشرہ کے مفکروں کے مفکر ذہن ہیں سازشوں پر کڑی نظر رکھیں۔

ھ : ایک اور سازش۔ جس نے بصد افسوس مختلف ملکوں پر اور خود ہمارے عزیز ملک پر بھی زیادہ اثر ڈالا ہے اور اس کے آثار اب بھی کافی حد تک باقی ہیں۔ یہ سب کچھ استعمار زدہ ملکوں کو اپنے آپ سے بیگانہ کر کے اس قدر مشرقی پرست و مغرب بنا دیا گیا کہ انھوں نے اپنے کو اور اپنی طاقت و ثقافت کو ہیچ سمجھ کر طاقت کے دو مشرقی و مغربی بلاکوں کی نسلی و ثقافتی برتری تسلیم کر لی۔ ان دو طاقتوں کو قبلہ عالم مان بیٹھے اور دونوں بلاکوں میں سے کسی نہ کسی بلاک سے وابستگی کو ناقابل اجتناب فریضہ بتانے لگے۔

اس غم انگیز المیہ کا قصہ طولانی ہے۔ اس سے جو نقصان ہمیں پہنچا ہے اور ابھی بھی پہنچ رہا ہے وہ نہایت مہلک و تباہ کن ہے۔ اس سے بھی زیادہ غم انگیز بات یہ ہے کہ ان طاقتوں نے اپنے زیر اثر مظلوم قوموں کو ہر میدان میں محتاج و پسماندہ رکھ کر صرف کھانے اور مصرف کرنے والی قوم بنا دیا ہے۔ انھوں نے ہمیں اپنی ترقیوں ار شیطانی طاقتوں سے اتنا مرعوب و خوف زدہ کر دیا ہے کہ ہمارے اندر کسی تخلیقی کام کو ہاتھ لگانے کی بھی جرأت نہیں رہ گئی۔ ہم نے اپنا سب کچھ ان کے حوالے کر کے اپنی اور اپنے ملکوں کی قسمت ان کے ہاتھوں میں تھما دی ہے۔ آنکھ کان بند کر کے ان کے حکم کے غلام اور مطیع و فرمانبردار بنے ہوئے ہیں۔ یہ مصنوعی کند ذہنی اور احساس حقارت ہی ہے جو ہمیں کسی معاملہ میں اپنی فکر و دانش پر بھروسہ نہیں کرنے دیتی۔ ہمیں مشرق و مغرب کی صرف اندھی تقلید

کرتے رہنے کی دعوت دیتی ہے۔ بلکہ اگر ثقافت، ادب، صنعت اور ایجادات کے میدان میں ہمارے پاس کچھ شاہکار تھے بھی تو ثقافت و تہذیب سے عاری، مشرق و مغرب کے پرستار قلمکاروں اور مقرروں نے ایسے اپنی تنقید و مضحکے کا نشانہ بنایا ہماری مقامی فکر و توانائی کا سر کچل کر انکی حوصلہ شکنی کی اور آج بھی یہ عمل جاری ہے۔

[illegible] اغیار کے رسم و رواج چاہے وہ کتنے ہی نازیبا و واہیات کیوں نہ ہوں ان اغیار پرستوں نے اپنی تقریر اور عمل کے ذریعہ ان کی نشر و اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا۔ تعریفوں کے پل باندھ کر قوموں کو انھیں اپنانے پر مجبور کر رہے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کتاب، مقالہ یا تقریر میں یورپی زبان کے چند الفاظ آجائیں تو اس کے مفہوم و معنی پر توجہ کئے بغیر حیرت و تعجب کے ساتھ اسے قبول کر لیتے ہیں۔ اس مقرر و مصنف کو دانشور و روشن خیال تصور کرنے لگتے ہیں گود سے گور تک جس چیز کو دیکھئے اگر مشرقی یا مغربی طرز پر اس کا نام رکھا گیا ہے تو پسندیدہ و مقبول عام ہے۔ اسے ترقی و تمدن کا آئینہ دار تصور کیا جاتا ہے۔ اگر خود اپنی مقامی زبان استعمال کی جائے تو اسے قدامت پرستی اور رجعت پسندی کا نام دیکر ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ ہمارے بچوں کے نام اگر مغربی طرز کے ہوں تو سربلند و لائق فخر ہیں۔ لیکن اگر مقامی طرز کے نام ہوں تو دقیانوسی و پسماندہ ہیں۔ سڑکیں، گلیاں، دوکانیں، کمپنیاں، دواخانے، کتب خانے، کپڑے اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔ چاہے وہ ملک کے اندر ہی کیوں نہ بنی ہوں، ان کے نام حتماً غیر ملکی ہونے چاہئیں تاکہ عوام خوش رہیں اور ان کے درمیان ان چیزوں کو مقبولیت حاصل ہو۔ نشست و برخاست، بود و باش اور معاشرے و زندگی کے تمام شعبوں میں سر سے پیر تک یورپ کی تقلید، فخر و سربلندی اور ترقی و تمدن کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کے برعکس اپنے آداب و رسوم، قدامت پرستی و پسماندگی کی علامت مانے جاتے ہیں۔ ہر طرح کی بیماری کے علاج کے لئے، چاہے وہ کتنی ہی معمولی اور ملک کے اندر قابل علاج کیوں نہ ہو، باہر جاکر اپنے ڈاکٹروں طبیبوں اور دانشوروں کی حوصلہ شکنی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ برطانیہ، فرانس، امریکہ اور ماسکو کا سفر باعث فخر اور قابل تعریف ہے لیکن حج اور مقدس مقامات کی زیارت کے لئے سفر قدامت پرستی اور پسماندگی ہے۔ مذہب و معنویات سے تعلق رکھنے والی چیزوں کی بے حرمتی روشن خیالی اور تمدن کی نشانی ہے لیکن اس کے

برعکس ان چیزوں کااحترام اوران سے عقیدت پسماندگی وقدامت پرستی کی علامت ہے !!

میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ ہمیں ماضی قریب کی طویل تاریخ، خاص طور پر سے ان آخری صدیوں میں ہر قسم کی ترقی سے محروم رکھا گیا ہے۔ خائن حکمرانوں، خاص طور سے پہلوی خاندان اور پروپگنڈہ اداروں کے خلاف پروپگنڈوں اور قوم کو احساس کمتری میں مبتلا کر کے ہمیں ترقی و پیش رفت کے میدان میں ہر قسم کی جدوجہد سے محروم کردیا تھا۔ ملک کی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکانے کی غرض سے تمام چیزوں کی برآمدات کادروازہ کھول دیا تھا۔ عورتوں، مردوں خصوصاً جوان طبقہ کو باہر سے آئے ہوئے بناؤ سنگھار اور زینت و آرائش کے سامانوں نیز طفلانہ کھیلوں میں الجھادیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ مصرف کرنے کے سلسلہ مین خاندانوں کے مقابلے نیز انھیں صرف کھانے اور مصرف کرنے کاعادی بنانے کی غم انگیز داستان خود ہی اپنی جگہ پر ایک المیہ ہے۔ جوانوں کو عیاشی کے اڈے قائم کر کے تباہ کردیا گیا تھا۔ اسی طرح کی دسیوں منصوبہ بند مصیبتیں جن کا مقصد ملک کو ترقی سے روکنا تھا۔

میں محترم عوام سے ایک خیر خواہ خادم کی حیثیت سے وصیت کرتاہوں کہ اب جبکہ کافی حد تک ایسے بہت سے سازشی جالوں سے نجات مل چکی ہے اور موجودہ محروم نسل، محنت و کوشش اور ایجادات واختراعات پر کمر باندھ چکی ہے۔ بہت سے وہ کارخانے حتی جدید ترین جہازوں کے پیچیدہ پرزے اور کچھ دوسری ایسی چیزیں جن کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ایرانی ماہرین ان کی مرمت کرسکتے ہیں اور انھیں چلا سکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہوئے کہ غیر ملکی ماہرین ہی ان چیزوں کو سنبھال سکتے ہیں ہم نے اپنے ہاتھ مشرق ومغرب کی طرف پھیلا رکھے تھے۔

لیکن آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اقتصادی ناکہ بندی اور ناخواستہ جنگ کے باعث خود ہمارے ملک کے عزیز جوانوں نے احتیاج کو دیکھتے ہوئے ضروری پرزے بنائے اور انھیں دوسرے ملکوں سے کم قیمت پر پیش کر کے ملک کی ضروریات کو پورا کردیا اور یہ ثابت کردکھایا کہ اگر ہم چاہیں تو ہر کام کرسکتے ہیں۔

ہوشیار، بیدار اور چوکنے رہئے تاکہ مشرق ومغرب سے وابستہ سیاست باز، آپ کو اپنے

شیطانی وسوسوں کے ذریعہ بین الاقوامی لٹیروں کی جانب راغب نہ کرسکیں۔اپنے مصمم ارادے اور پیہم جدوجہد کے ذریعہ غیروں پر انحصار اور ان سے وابستگی کی زنجیروں کو کاٹنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ جان لیجئے کہ آریائی وعرب نسل روسی، امریکی اور یورپی نسل سے کمتر نہیں ہے۔اگر وہ اپنی "خودی" کو پاجائے مایوسی سے دامن چھڑانے اور غیروں سے آس لگانا چھوڑدے تو اس میں ایک طویل عرصہ کے دوران ہر چیز بنانے کی صلاحیت اور ہر کام کرنے کی توانائی موجود ہے۔ آپ ہی جیسے انسان جس درجہ تک پہنچے ہیں آپ بھی وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔بس شرط یہ ہے کہ اللہ پر بھروسہ اور اپنے اوپر اعتماد کیجئے۔اغیار سے وابستگی کے رشتوں کو توڑ لیجئے۔غیروں کی غلامی سے نجات پانے اور شریفانہ زندگی بسر کرنے کے لئے تمام مشکلات کو تحمل و برداشت کیجئے۔

موجودہ و آئندہ نسل کی حکومتوں اور اس کے ذمہ داروں پر فرض ہے کہ وہ اپنے ماہرین کی قدر کریں۔ان کی مادی و معنوی مدد کرکے حوصلہ افزائی کریں۔ انھیں جدوجہد کا شوق دلائیں۔خانہ برانداز تباہ کن اور مصرف کا عادی بنانے والی چیزوں کی درآمد پر پابندی لگائیں۔جو کچھ ملک میں موجود ہے اسی پر قناعت کریں۔یہاں تک کہ ہر چیز خود بنانے لگیں۔

میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی خود ارادیت، آزادی اور انسانی اقدار کو عیاشی ، فسق و فجور، تڑک بھڑک اور فساد وفحشاء کے ان اڈوں پر حاضری کی بھینٹ نہ چڑھائیں جن کی طرف تمہیں مغربی ممالک اور ان کے غدار وطن دشمن بلاتے ہیں۔چاہے اس راہ میں تمہیں زحمت و مشقت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔کیوں کہ تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ مغربی ممالک کا واحد مقصد تمہیں تباہ و برباد کرنا ہے۔ملک کی سرنوشت سے غافل بنانا ہے۔تمہارے خزانوں کو لوٹنا ہے تمہیں استعمار سے وابستگی کی ذلت آمیز زنجیروں میں جکڑ کر تمہارے ملک و ملت کو محض مصرف کرنے والے ملک و قوم میں تبدیل کرنا ہے۔یہ ممالک ان وسائل اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کے ذریعہ تمہیں پسماندہ اور خود ان کی اپنی اصطلاح میں نیم وحشی باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

و۔جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا ہے اور بار بار عرض کر چکا ہوں کہ ان دشموں کی ایک بڑی سازش تعلیم و تربیت کے مراکز خاص طور پر یونیورسٹیوں پر قبضہ جمانا ہے۔کیونکہ ملکوں کی تقدیریں ان

ہی ہرا کز ہے ؟ علوم کی درسگاہوں کے سلسلہ میں ان کی روش، اسکولوں اور یونیورسٹیوں سے متعلق ان کے طریقہ کار سے فرق رکھتی ہے۔

علمائے دین کے سلسلہ میں انکا منصوبہ انھیں راستے سے ہٹاکر گوشہ نشین بنانا ہے۔ (اس شیطانی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے) کبھی سرکوبی و تشدد اور جنگ حربے کو ذریعہ بنایا جاتا ہے جیسا کہ رضا خان کے دور میں کیا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ الٹا نکلا۔ اور کبھی تعلیم یافتہ و روشن خیال طبقہ کو علماء سے دور کرنے کے لئے پروپگنڈے افترا پردازی اور شیطانی منصوبے کا سہارا لیا جاتا ہے۔ رضا خان کے زمانہ میں سرکوبی و تشدد کے ساتھ ساتھ اس نسخہ پر بھی عمل کیا گیا۔ میں محمد رضا کے دور میں اس روش پر تشدد کے بجائے مکر و فریب کے ذریعہ عمل کیا گیا۔

یونیورسٹیوں کے سلسلے میں ان کا منصوبہ یہ ہے کہ جوانوں کو اپنے اقتدار اور ثقافت و ادب سے منحرف کرکے مشرق یا مغرب کی طرف موڑ دیں اور پھر ان ہی میں سے کچھ افراد کو چن کر انھیں حکومتی کارکن کے عنوان سے ملکوں کے مقدرات پر مسلط کر دیں تاکہ ان کے ذریعہ سے (ملک میں) اپنی من مانی کرتے رہیں اور یہ عناصر ملک کو تباہی و مغرب پرستی کی طرف ہنکالے جائیں۔ علمائے دین بھی اپنی گوشہ نشینی نیز شکست و بدنامی کے باعث انھیں لگام لگانے کے لائق نہ رہ جائیں۔ سامراج کے زیر اثر ملکوں کو ترقی سے روکنے اور انھیں تباہ و برباد کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ کیوں کہ کسی قسم کی زحمت و مشقت، اخراجات اور قومی حلقوں کے اعتراض و احتجاج کا سامنا کئے بغیر سارا سرمایہ بڑی طاقتوں کی جیب میں پہنچ جائے گا۔

لہذا آج جب کہ کالج اور یونیورسٹیوں کی اصلاح اور ان کی تطہیر ہو رہی ہے۔ ہم سب کا فرض ہے ذمہ داروں کی مدد کریں۔ یونیورسٹیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انحراف و گمراہی سے محفوظ کرلیں۔ جہاں کہیں بھی انحراف و گمراہی نظر آئے فوری اور سریع اقدام کے ذریعہ اسے برطرف کرنے کی کوشش کریں اور یہ حیات آفریں عمل پہلے مرحلہ میں خود یونیورسٹیوں اور کالج کے جوان ہی اپنے طاقتور ہاتھوں سے انجام دیں کیوں کہ انحراف و گمراہی سے یونیورسٹیوں کی نجات، ملک و ملت کی نجات ہے۔

میں پہلے تمام نوجوانوں اور جوانوں سے پھر ان کے والدین اور دوستوں سے اور تیسرے درجہ پر حکومت کے ذمہ داروں اور ملک کے خیر خواہ روشن خیالوں سے وصیت کرتا ہوں کہ اس اہم معاملہ میں جو آپ کے ملک کو خطرات سے محفوظ کرنے کا ذریعہ ہے جی جان سے کوشش کر کے یونیورسٹیوں کو بعد کی نسلوں کے سپرد کیجئے۔

مستقبل کی تمام نسلوں سے وصیت کرتا ہوں کہ خود اپنے عزیز ملک اور انسان ساز اسلام کی نجات کے لئے یونیورسٹیوں کو مشرق و مغرب نوازی اور انحراف و گمراہی سے محفوظ رکھئے اور اپنے اس اسلامی و انسانی عمل کے ذریعہ اپنے ملک سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ کاٹ کر انھیں مایوس کر دیجئے۔ خدا آپ کی حفاظت و حمایت فرمائے۔

ز : اسلامی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اراکین میں فرض شناسی کا عنصر نہایت اہم امور میں سے ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ تحریک مشروطہ کے بعد سے جرائم پیشہ پہلوی حکومت کے دور تک اور ہر زمانہ سے زیادہ خطرناک و بدتر اس فاسد و ظالم (پہلوی) حکومت کے دور میں گمراہ و فاسد مجلس شوریٰ کے ہاتھوں اسلام اور ایران کیسی کیسی غم انگیز مصیبتوں میں مبتلا رہا ہے اور ان بے قدر و قیمت، اغیار کے ایجنٹ مجرموں کے ذریعہ ملک و ملت کو کتنی جاں فرسا مصیبتیں اور نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔

ان پچاس برسوں میں (پارلیمنٹ) کی ایک مظلوم اقلیت کے مقابلہ میں گمراہ اور جعلی اکثریت کے باعث برطانیہ، روس اور بعد میں امریکہ نے جو کچھ بھی کرنا چاہا ان ہی خدا فراموش گمراہوں کے ہاتھوں انجام دیا اور ملک کو تباہی و نابودی کے دہانے تک پہنچا دیا۔ مشروطہ کے بعد کبھی بھی دشوار قانون اساسی کی اہم دفعات پر عمل نہیں ہوا۔ چنانچہ رضا خان سے پہلے مٹھی بھر مغرب پرستوں بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں اور پہلوی دور حکومت میں اس سفاک حکومت، اس کے نمک خواروں اور چاپلوسوں کے ہاتھوں (ملک کیسی کیسی خیانتوں سے دوچار ہوا۔)

آج جب کہ پروردگار کی عنایت اور عظیم الشان قوم کی ہمت سے ملک کی تقدیر خود عوام کے ہاتھوں میں آگئی ہے۔ پارلیمنٹ کے ممبران حکومت اور جاگیرداروں کی مداخلت کے بغیر خود عوام کے

درمیان سے ان ہی کے ہاتھوں منتخب ہو کر اسلامی پارلیمنٹ میں پہنچے ہیں۔ اسلام اور ملکی مفادات سے ان کی وفاداری کے پیش نظر امید ہے کہ ہر قسم کے انحراف و گمراہی کا سد باب ہو جائے گا۔

آج اور مستقبل میں قوم سے میری وصیت یہ ہے کہ اپنے عزمِ مصمم نیز اسلامی احکام و ملکی مفادات سے وفاداری کی بنیاد پر، الیکشن کے ہر دور میں ایسے افراد پارلیمنٹ میں بھیجیں جو اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے بہی خواہ ہوں۔ صراط مستقیم سے منحرف ہو کر مشرق و مغرب کی جانب مائل نہ ہوں۔ منحرف و گمراہ دبستانوں سے وابستگی نہ رکھتے ہوں۔ تعلیم یافتہ نیز اسلامی سیاستوں اور حالات حاضرہ سے باخبر ہوں اور ان اوصاف کے حامل افراد عام طور سے معاشرہ کے متوسط و محروم طبقہ ہی میں ملتے ہیں۔

محترم علماء کی جماعت خاص کر عظیم الشان مراجع سے وصیت کرتا ہوں کہ معاشرہ کے مسائل خصوصاً صدر جمہوریہ اور پارلیمنٹ کے اراکین کے انتخاب جیسے امور سے کنارہ کش دلا تعلق نہ رہیں۔ آپ حضرات نے دیکھا ہے اور آئندہ نسلیں سنیں گی کہ مشرق و مغرب کے پیرو سیاست بازوں نے ان علماء کو میدان سے باہر کر دیا جنھوں نے بڑی زحمت و مشقت اور جانفشانی سے تحریک ''مشروطیت'' کی بنیاد رکھی تھی۔ خود علمائے دین بھی ان سیاست بازوں کے مکر و فریب کا شکار ہو کر ملک اور مسلمانوں کے معاملات میں دخل دینا اپنی شان کے خلاف تصور کرنے لگے۔ انھوں نے میدان مغرب پرستوں کے حوالے کر کے مشروطیت، دستور اساسی، ملک اور اسلام کو اتنا بڑا نقصان پہنچایا جس کے ازالہ کے لئے ایک طویل مدت درکار ہے۔

آج جب کہ بحمد اللہ رکاوٹیں برطرف ہو چکی ہیں اور تمام طبقوں کی شرکت کے لئے آزاد فضا قائم ہو چکی ہے، کوئی عذر باقی نہیں رہا ہے۔ مسلمانوں کے معاملات سے بے اعتنائی ناقابل معافی گناہ عظیم ہے۔ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی توانائی اور حلقۂ اثر کے بقدر، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرے۔ دونوں سامراجی بلاکوں سے وابستہ افراد اور مشرق و مغرب پرست عناصر نیز اسلام کے عظیم دبستان سے منھ موڑنے والوں کے اثر و رسوخ کا پوری سنجیدگی کے ساتھ سد باب کرے۔ یاد رکھیں کہ اسلام اور اسلامی ممالک کی دشمن یہ بین الاقوامی بڑی طاقتیں آہستہ آہستہ ہمارے ملک اور دیگر اسلامی ممالک میں بڑی چالاکی کے ساتھ گھسنے کی کوشش کریں گی۔ اور خود ان ملکوں کے افراد ہی کے

ذریعہ عوام کو اپنے استحصالی جالوں میں پھانسنے کی سعی کریں گی۔ لہذا پوری ہوشیاری کے ساتھ حفاظت ونگہبانی کی ضرورت ہے۔ رخنہ اندازی کے پہلے اقدام کا احساس ہوتے ہی اس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھیں مہلت مت دیجئے۔ خدا آپ کی حفاظت ومدد فرمائے۔

موجودہ و آئندہ ادوار کی "مجلس شورائے اسلامی" (پارلیمنٹ) کے اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ کبھی گمراہ عناصر، سازش وفریب کاری اور سیاسی کھیل کے ذریعہ عوام پر اپنی نمائندگی مسلط کردیں تو پارلیمنٹ کو چاہئے کہ ان کے "اعتبار نامہ" کو ٹھکرادیں اور اغیار سے وابستہ کسی بھی تخریب کار کو پارلیمنٹ میں گھسنے نہ دیں۔

ملک کی قانونی مذہبی اقلیتوں سے وصیت کرتا ہوں کہ پہلوی حکومت کے دور سے عبرت حاصل کریں اور پارلیمنٹ کے لئے ایسے نمائندے کا انتخاب کریں جو اپنے مذہب اور اسلامی جمہوریہ کا وفادار ہو۔ دنیا کو ہڑپنے والی طاقتوں سے وابستگی یا ملحد، گمراہی التقاطی (ناخالص) مکاتب فکر سے دلبستگی نہ رکھتا ہو۔ میں پارلیمنٹ کے تمام نمائندوں سے درخواست کرتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوری نیک نیتی اور اخوت کے ساتھ پیش آئیں۔ سب مل جل کر کوشش کریں کہ خدانخواستہ اسلام مخالف قوانین پاس نہ ہونے پائیں۔ آپ سب اسلام اور اس کے آسمانی احکام کے وفادار ہیں تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت سے فیضیاب ہو سکیں۔

موجودہ و آئندہ نسل کی محترم "شورائے نگہبان" (دستور اساسی کی نگراں کمیٹی) سے درخواست و وصیت کرتا ہوں کہ پوری توجہ ور بھرپور توانائی کے ساتھ اپنے ملی واسلامی فریضہ پر عمل کریں۔ کسی بھی طاقت سے مرعوب نہ ہوں۔ شریعت مطہرہ اور دستور اساسی کے مخالف قوانین کی کسی قسم کی رعایت کے بغیر روک تھام کریں۔ ملک کی ضرورتوں کو، جو کبھی ثانوی احکام اور کبھی ولایت فقیہ کے ذریعہ پوری کی جاتی ہیں، مد نظر رکھیں۔

شریف عوام سے میری وصیت ہے کہ تمام انتخابات میں۔ چاہے وہ صدارت کا انتخاب ہو یا پارلیمنٹ کی رکنیت کا اور چاہے "شورائے رہبری، (قیادتی کونسل) یا رہبر (قائد) کی تقرری کے لئے خبرگان" (ماہر مجتہدین کی کونسل) کا الیکشن ہو۔ ہر موقع پر میدان میں موجود رہیں اور افراد کو چنتے وقت

ان قواعد وضوابط کی رعایت کریں جنھیں (ممبر کے لئے) شرط مانا گیا ہے۔ مثلاً قائد یا قیادتی کونسل کی تقرری کے لئے انتخاب ہونے والے "خبرگان" (مجتہدین کونسل کے ممبران) کے سلسلہ میں متوجہ رہیں کہ اگر تساہلی کے باعث خبرگان کو شرعی و قانونی معیار کے مطابق انتخاب نہ کیا تو ممکن ہے اسلام اور ملک کو ایسے نقصانات سے دوچار ہونا پڑے جن کی تلافی ممکن نہ ہو۔ایسی صورت میں خداوند عالم کے سامنے سب جوابدہ ہوں گے۔یہی صورت حال قوم کی عدم مداخلت اور کنارہ کشی کی ہے جس میں مراجع کرام اور بزرگ علماء سے لے کر تاجر، کسان، مزدور، سرکاری ملازمین سبھی شامل ہیں۔سب کے سب اسلام اور ملک کی تقدیر و سرنوشت کے سلسلہ میں جوابدہ ہیں۔چاہے موجودہ کونسل ہو یا آئندہ کونسل اور شاید بعض حالات میں انتخابات میں حصہ نہ لینا اور اس سے لاپرواہی برتنا ایک ایسا گناہ ہو جو گناہان کبیرہ میں سرفہرست ہو!

پس مرض کا علاج اسکے رونما ہونے سے پہلے ہی کر لینا چاہئے ورنہ معاملہ سب کے ہاتھوں سے نکل جائیگا اور یہ وہ حقیقت ہے جسے مشروطیت کے بعد آپ نے اور ہم سب نے محسوس کیا ہے۔ اس سے بہتر و برتر کوئی علاج نہیں ہے کہ پورے ملک کے عوام اپنے سپرد کی گئی ذمہ داریوں کو دستور اساسی اور اسلامی قواعد و ضوابط کے مطابق انجام دیں۔صدر جمہوریہ اور پارلیمنٹ کے اراکین کا انتخاب کرتے وقت ایسے ذمہ دار، روشن خیال اور تعلیم یافتہ افراد سے مشورہ کریں جو موجودہ حالات سے اچھی طرح باخبر ہوں۔استحصالی طاقتوں اور ملکوں سے وابستہ نہ ہوں۔اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے خیر خواہ متقی و پرہیزگار علماء سے بھی مشورہ کریں۔

یاد رکھئے کہ صدر جمہوریہ در پارلیمنٹ کے اراکین اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں جس نے معاشرہ کے محروموں اور مستضعفوں کی محرومیت و مظلومیت کو لمس کیا ہے اور اسے ان کی فلاح و بہبود کا خیال ہے۔وہ سرمایہ دار و جاگیر دار یا عیش و عشرت اور لذت و شہوت میں غرق طبقہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔کیوں کہ ایسے لوگ بھوکوں اور غریبوں کی محرومیت اور ان کے رنج و تعب کی تلخی محسوس ہی نہیں کر سکتے۔ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ اگر صدر جمہوریہ اور پارلیمنٹ کے اراکین اسلام کے وفادار اور ملک وملت کے خیر خواہ صالح افراد ہوں تو بہت سی مشکلیں پیش ہی نہ آئیں گی اور اگر کوئی مشکل ہو

بھی تو برطرف ہو جائے گی۔

قائد یا قیادتی کونسل کی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی تقرری کے لئے خبرگان کے انتخابات میں ان ہی چیزوں کی رعایت کی جائے۔ اگر خبرگان (ماہرین) جنہیں عوام چنتے ہیں، پوری توجہ اور چھان بین کے ساتھ، ہر دور کے مراجع عظام، علمائے کرام نیز فرض شناس دین دار دانشوروں کے مشورے سے مجلس خبرگان کے لئے چنے جائیں تو "شورائے رہبری" یا "رہبری" کے عہدے کے لئے صالح ترین اور مومن ترین افراد کے انتخاب کے باعث بہت سی مشکلات پیش ہی نہیں آئیں گی یا نہایت خوبصورتی کے ساتھ برطرف ہو جائیں گی۔ دستور اساسی کی دفعہ ۱۰۹ اور دفعہ ۱۱۰ کے مطالعہ سے "خبرگان" کے انتخاب میں عوام اور "رہبر" یا شورائے رہبری کی تقرری میں مجلس خبرگان کے نمائندوں کی سنگین ذمہ داری کا پتہ چلتا ہے کہ ان افراد کے انتخاب میں ذرا سی چوک اور لاپرواہی اسلام، ملک اور اسلامی جمہوریہ کو کس قدر نقصان پہنچائے گی۔ چنانچہ اس خطرہ کا احتمال بھی جس کی اہمیت بہت زیادہ ہے ان کے لئے الٰہی فریضہ ایجاد کر دیتا ہے (کہ وہ اس سلسلہ میں پوری تندہی سے کام کریں)۔

یہ زمانہ اسلام اور جمہوری اسلامی کی آڑ میں درحقیقت خود اسلام پر بڑی طاقتوں اور ان کے ملکی و غیر ملکی گماشتوں کے حملہ کا زمانہ ہے لہذا اس عصر اور آئندہ ادوار میں رہبر یا شورائے رہبری سے میری توصیت یہ ہے کہ اپنے کو اسلام، اسلامی جمہوریہ اور محرومین و مستضعفین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ یہ خیال نہ کریں کہ رہبری بذات خود ان کے لئے کوئی تحفہ اور اعلیٰ منصب ہے بلکہ وہ اتنی بھاری اور خطرناک ذمہ داری ہے اگر خدانخواستہ ہوا و ہوس کے باعث اس فریضہ کی بجا آوری میں کوئی لغزش ہو جائے تو اس دنیا میں ابدی ننگ اور عار کے علاوہ اس دنیا میں بھی خداوند قہار کی آتش غضب کا سامنا کرنا ہوگا۔ ہادی و منان خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کے ساتھ دست بدعا ہوں کہ ہمیں اور آپ کو اس خطرناک امتحان میں سرخروئی کے ساتھ اپنے حضور میں قبول فرمائے اور نجات دلائے۔

یہی خطرہ کچھ تخفیف کے ساتھ موجودہ اور مستقبل کے صدر، کابینہ کے اراکین اور حکومت کے دیگر عہدیداران کے لئے بھی ان کی ذمہ داریوں اور عہدوں کے لحاظ سے موجود ہے۔ لہذا وہ

خداوند عالم کو حاضر وناظر جانیں اور اپنے کو اس مبارک حضور میں محسوس کریں۔ خداوند عالم ان سب کی مشکلات دور فرمائے۔

ح۔ ایک اور اہم معاملہ، قضاوت کا مسئلہ ہے۔ جس کا سروکار عوام کی جان، مال اور ناموس سے ہے۔ رہبر اور شورائے رہبری سے میری وصیت ہے کہ عدلیہ کے اعلیٰ ترین عہدہ داروں کی تقرری کے وقت، جس کے وہ ذمہ دار ہیں، ایسے افراد کو منصوب کرنے کی کوشش کریں جو اسلامی وملی مسائل اور سیاست میں صاحب نظر ہوں۔ ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوں اور پاک وصاف ماضی کے مالک ہوں (شورائے عالی قضائی) اعلیٰ عدالتی کونسل سے بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ قضادت وعدالت کے مسائل، جس نے گذشتہ حکومت کے دور میں بڑی افسوسناک اور غم انگیز صورتحال اختیار کرلی تھی، پوری سنجیدگی کے ساتھ حل کریں اور اس اہم کرسی سے ان لوگوں کو دور رکھیں جو عوام کے جان ومال سے کھلتے ہیں جن ان کی نگاہوں میں اسلامی عدل وانصاف کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پیہم کوششوں اور پوری توجہ کے ساتھ رفتہ رفتہ عدلیہ میں بنیادی تبدیلی لائیں اور جامع الشرائط قاضیوں کو، جو انشاءاللہ دینی تعلیم کے مراکز خاص کر "حوزۂ مبارکۂ علمیہ قم" میں تربیت پائیں گے اور وہاں سے ان کی تصدیق کی جائے گی، ان قاضیوں کی جگہ منصوب کریں جو اسلام کے مقررہ اصول وضوابط پر پورے نہیں اترتے تاکہ انشاءاللہ جلد ہی پورے ملک میں اسلامی عدالت وقضاوت کا دور دورہ ہو۔

عصر حاضر اور مستقبل کے محترم قاضیوں سے وصیت کرتا ہوں کہ قضاوت کی اہمیت کے بارے میں معصومین صلوٰت اللہ علیہم کی احادیث اور قضاوت میں موجود خطرات نیز باطل قضاوت سے متعلق روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس اہم اور خطرناک عہدے کو قبول کرنے سے گریز نہ کریں اور نااہلوں کو میدان میں نہ آنے دیں۔ یاد رکھئے جس طرح سے اس عہدہ کا خطرہ بڑا ہے اسی طرح اس کا اجر وفضل وثواب بھی عظیم ہے اور آپ سب جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے لئے اس عہدہ کو قبول کرنا واجب کفائی ہے جو اس کے اہل ہیں۔

ط۔ دینی علوم کے مقدس مراکز سے میری وصیت وہی ہے جسے میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ اس دور میں اسلام اور جمہوری اسلامی کے مخالف، اسلام کو مٹانے پر کمر بستہ ہیں اور اپنے اس شیطانی

مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ہر ممکن طریقہ سے کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا ایک اہم اور منحوس مقصد، جو اسلام اور اسلامی تعلیمی مراکز کے لئے نہایت خطرناک ہے، وہ منحرف گمراہ اور تباہ کار عناصر کو دینی تعلیمی مراکز میں داخل کرنا ہے جس کا فوری طور پر عظیم خطرہ یہ ہے کہ ان کے برے اعمال واخلاق اور غیر شائستہ طور طریقوں کے باعث تعلیمی مراکز بدنام ہو جائیں گے اور طویل مدت میں اس سے بھی بڑا خطرہ یہ ہے کہ یہی دھوکے باز عناصر اعلیٰ مدارج پر پہنچ جائیں گے۔ اسلامی علوم سے واقفیت حاصل کر کے پاک دل عوام میں جگہ بنالیں گے اور انھیں اپنا گرویدہ بنا کر مناسب موقع پر ملک اسلامی تعلیمی مراکز نیز اسلام پر مہلک اور کاری ضرب لگائیں گے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ بڑی اور لیٹیری طاقتیں مختلف معاشروں میں قوم پرستوں، نام نہاد روشن خیالوں اور عالم نماؤں کی شکل میں۔ کہ اگر اس آخری طبقہ کو موقع مل جائے تو یہ سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔ مختلف بھیس کے ایجنٹ ذخیرہ کے طور پر رکھے رہتی ہیں اور یہ ایجنٹ بعض اوقات تیس چالیس سال تک بڑے صبر و تحمل سے اسلامی طرز زندگی و تقدس مآبی یا قوم پرستی وپان ایرانیزم کے بہروپ میں یا دوسرے حیلوں بہانوں کے ساتھ عوام کے درمیان زندگی بسر کرتے ہیں اور مناسب موقعوں پر اپنا کام کر بیٹھتے ہیں۔ ہماری قوم نے انقلاب کے بعد اس مختصر سی مدت میں "مجاہد خلق" "فدائی خلق" "تودہ" اور دوسرے بہت سے عناوین کے تحت اس قسم کے نمونے دیکھے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم سب پوری ہوشیاری کے ساتھ اس قسم کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔ اور سب سے زیادہ ضروری دینی تعلیم کی تطہیر اور ان میں نظم وضبط کا قیام ہے اور یہ مراجع وقت کی تائید سے، محترم مدرسین اور درخشاں ماضی کے حامل افاضل کی ذمہ داری ہے۔ اور شاید یہ نظریہ کہ "ہمارا نظم بے نظمی میں ہے" ان ہی سازشوں اور چال بازوں کی منحوس تلقیوں کا نتیجہ ہو۔

بہر صورت میری وصیت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں خاص طور سے اس زمانہ میں جب کہ دشمن کی چالوں اور سازشوں میں تیزی وقوت آگئی ہے۔ دینی تعلیم کے مراکز (حوزہ) کو منظم بنانا لازم وضروری ہے۔ عظیم الشان فاضل، مدرسین اور علماء اپنا وقت صرف کر کے اس نازک دور میں صحیح اور جامع وکامل منصوبہ بنا کر دینی تعلیمی مراکز خاص طور سے حوزہ علمیہ اور دیگر بڑے اور اہم مراکز

کو خطرات سے بچائیں۔

ضروری ہے کہ محترم علماء ومدرسین، فقاہت سے مربوط دروس اور فقہی واصولی حلقوں میں محترم بزرگوں کی روش سے انحراف نہ آنے دیں کیوں کہ اسلامی فقہ کو محفوظ رکھنے کا یہی واحد راستہ ہے۔ نظریات، تخلیقات، تحقیقات اور دقت نظر میں دن بدن اضافہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں، "فقہ سنتی" کی حفاظت کی جائے جو سلف صالح کا ورثہ ہے ور جس سے انحراف، تحقیق و تدقیق کی بنیادوں کو کمزور کردیگا۔ تحقیقات میں مزید اضافہ ہونا چاہئے البتہ اسلام اور ملک کی ضروریات کے پیش نظر علم کے دوسرے شعبوں کے لئے بھی منصوبہ تیار کیا جائے اور ان موضوعات کے ماہرین بھی تربیت کئے جائیں اور اعلیٰ ترین علم جس کا سیکھنا سب کے لئے ضروری ہے وہ اسلام کے معنوی علوم ہیں جیسے علم اخلاق، تہذیب نفس اور سیر دسلوک الی اللہ۔ رزقنا الله و ایاکم - یہ جہاد اکبر ہے۔

ی۔ انتظامیہ بھی ان چیزوں میں سے ہے کہ جن کی اصلاح، تطہیر اور دیکھ بھال ضروری ہے۔ بعض اوقات ممکن ہے کہ پارلیمنٹ، معاشرہ کے لئے مفید وترقی یافتہ قانون پاس کرے، شورائے نگہبان اس کی توثیق کردے اور ذمہ دار وزیر اس کے نفاذ کا اعلان بھی کردے لیکن جب وہ قانون نالائق افسروں کے ہاتھ میں آئے تو وہ اسے مسخ کردیں اور قانون کے خلاف یا دفتری پیچ و خم کے ذریعہ۔ جس کے وہ عادی بن چکے ہیں۔ یا پھر جان بوجھ کر عوام کو پریشان کرنے کی غرض سے غلط اقدام کریں اور رفتہ رفتہ اپنی کوتاہیوں سے ہنگامہ بپا کروادیں۔

عصر حاضر اور آئندہ زمانوں میں، ذمہ دار وزیروں سے میری وصیت یہ ہے کہ "اس سے قطع نظر کہ آپ حضرات اور وزارت خانوں کے دوسرے کارکن جس بجٹ سے اپنی زندگی کے مصارف پورے کرتے ہیں۔ وہ عوام کا مال ہے۔ آپ سب کو عوام، خاص طور سے مستضعفین کا خدمت گزار ہونا چاہئے۔

عوام کے لئے زحمت کے اسباب فراہم کرنا اور فرض کی بجا آوری میں کوتاہی حرام ہے اور بعض اوقات۔ خدانخواستہ، غضب الٰہی کا باعث ہوتا ہے۔" آپ سب عوام کی حمایت کے محتاج ہیں، عوام اور خاص طور سے محروم طبقوں کی حمایت ہی سے ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے ملک اور اس کے

قدرتی ذخائر ظالموں کی دسترس سے محفوظ ہوئے ہیں۔

اگر کسی دن ان کی حمایت سے محروم ہوگئے تو آپ لوگوں کو ان منصبوں سے ہٹادیا جائے گا اور آپ کے بجائے ظالم شہنشاہی حکومت کے دور جیسے ظالم و ستم گر افراد ان عہدوں پر قابض ہو جائیں گے۔

لہذا اس واضح اور قابل لمس حقیقت کے پیش نظر عوام کو خوش رکھنے کی کوشش کیجئے اور غیر اسلامی و غیر انسانی اعمال سے اجتناب کیجئے۔ اسی مقصد کے پیش نظر آئندہ آنے والے تمام وزرائے داخلہ سے وصیت کرتا ہوں کہ وہ گورنروں کے انتخاب میں پوری توجہ اور دقت نظر سے کام لیں۔ فرض شناس، لائق، عاقل اور عوام سے مفاہمت رکھنے والے افراد کا انتخاب کریں تاکہ ملک میں زیادہ سے زیادہ امن وامان اور سکون واطمینا کی فضا قائم ہو سکے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر چہ تمام وزراء ملک کو اسلامی بنانے اور اپنے دائرہ کار میں نظم و نسق برقرار کرنے کے ذمہ دار ہیں لیکن بعض وزارتیں کچھ مخصوص اہمیت کی حامل ہیں جیسے وزارت خارجہ، جو ملک سے باہر سفارت خانوں کی ذمہ دار ہے۔ میں نے انقلاب کی کامیابی کے آغاز ہی سے تمام وزرائے خارجہ کو، سفارت خانوں میں تبدیل کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ لیکن بعض وزرائے نے یا کوئی مثبت کام کرنا ہی نہیں چاہا اور زیادہ تر اپنے اقدام میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ آج جبکہ انقلاب کی کامیابی کو تین سال گزر چکے ہیں (ابھی تک کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی ہے) اگر چہ موجودہ وزیر خارجہ نے اس سلسلہ میں اقدامات کئے ہیں اور امید ہے کہ ثبات قدم و تندہی کے ساتھ سعی و کوشش اور وقت صرف کر کے یہ اہم کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

اس زمانہ اور آئندہ دور میں وزرائے خارجہ سے میری وصیت یہ ہے کہ آپ کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے، خواہ وہ وزارت خارجہ اور سفارت خانوں کی اصلاح و تبدیلی کا عمل ہو یا خارجہ پالیسی، ملک کے مفاد اور اس کی آزادی کے تحفظ نیز ان کے ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کا کام جو ہمارے ملک کے اندر مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں ہر اس عمل سے قطعی پرہیز کیجئے جس میں وابستگی کا، اس کے تمام پہلوؤں کے ہمراہ ذرہ برابر بھی شائبہ ہو۔ یقین جانئے کہ وابستگی ملک کی بنیادوں کو منہدم کر دے گی اگر چہ ممکن ہے بعض امور میں اس کا ظاہر پر فریب ہو یا اس سے کوئی وقتی فائدہ حاصل ہوتا

ہو۔ اسلامی ملکوں سے تعلقات قائم کرنے اور حکمرانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کیجئے نیز انھیں وحدت و اتحاد کی دعوت دیجئے، خدا آپ کے ہمراہ ہے۔

اسلامی ممالک کے عوام سے میری وصیت ہے کہ آاس انتظار میں بیٹھے نہ رہیں کہ کوئی باہر سے آکر اسلام اور اسلامی احکام کے نفاذ کے سلسلہ میں آپ کی مدد کرے۔ آپ خود اس حیات بخش عمل کے لئے اقدام کیجئے جو آزادی و استقلال اپنے ہمراہ لاتا ہے۔ اسلامی ممالک کے علمائے اعلام اور خطبائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومتوں کو بڑی طاقتوں کی غلامی سے آزاد ہونے اور اپنی قوم سے مفاہمت کرنے کی دعوت دیں۔ اس صورت میں کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ قوموں کو اتحاد کی دعوت دیں اور نسل پرستی سے۔ جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، پرہیز کریں۔ وہ چاہے جس ملک کے باشندے اور جس نسل سے تعلق رکھتے ہوں، اپنے ایرانی بھائیوں کی طرف اخوت و برداری کا ہاتھ بڑھائیں کیونکہ عظیم اسلام نے انھیں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ اگر خداوند متعال کی تائید نیز حکومتوں اور قوموں کی ہمت سے یہ ایمانی اخوت قائم ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت تشکیل دیں گے۔ اس دن کی امید میں جب پروردگار عالم کی مشیت سے یہ اخوت و مساوات برقرار ہو جائے۔

تمام زمانوں میں خاص طور سے اس دور میں جو ایک مخصوص اہمیت کا حامل ہے وزارت ارشاد سے میری وصیت ہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق کی تبلیغ اور جمہوری اسلامی کے حقیقی چہرہ کو نمایاں کرنے کی کوشش کرے۔ آج اس دور میں جب ہم اپنے ملک سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ کو تاہ کر چکے ہیں ان سے وابستہ تمام ذرائع ابلاغ کے حملوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ بڑی طاقتوں سے وابستہ مقرروں اور مصنفوں نے اس نو مولود جمہوری اسلامی پر کیسے کیسے جھوٹے الزام لگائے ہیں اور لگا رہے ہیں! افسوس تو یہ ہے کہ اسلامی علاقہ کی اکثر حکومتیں اسلامی حکم کے مطابق ہم سے اخوت و برادری کا رشتہ قائم کرنا چاہئے تھا ہم سے اور اسلام سے عداوت و دشمنی پر تلی ہوئی ہیں اور عالمی لٹیروں کی خوشنودی کے لئے ہم پر ہر طرف سے حملہ کر رہی ہیں۔ ہماری تبلیغی طاقت بہت کمزور و ناتواں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج دنیا پروپگنڈہ کے زور پر چل رہی ہے اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ مشرقی یا

مغربی بلاک سے وابستہ نام نہاد روشن خیالوں کی خود غرضی، انحصار پسندی اور ابن الوقتی انھیں اجازت ہی نہیں دیتی کہ ایک لحہ کے لئے بھی اپنے ملک وملت کی آزادی و خودارادیت کے متعلق سوچیں اور ان کے مفادات کی طرف توجہ دیں۔ اس جمہوری (اسلامی) میں پائی جانے والی آزادی وخود مختاری کا گزشتہ ظالم و ستمگر حکومت سے موازنہ کریں اور تعیش پرستی سے محروم ہو جانے کے بدلہ میں ملنے والی موجودہ شریفانہ زندگی کو گزشتہ حکومت سے ملنے والی ان سہولتوں سے ملا کر دیکھیں اور پرکھیں جن کا لازمہ ظلم وفحشاء کی کانوں اور فسق وفجور کے جراثیموں کی مداحی وثناخوانی نیز اغیار کی وابستگی وغلامی تھی اور پھر اس نومولود جمہوری پر ناروا تہمتیں لگانے سے باز آجائیں۔ حکومت وملت کے ہمراہ ایک صف میں کھڑے ہو کر اپنے قلم وزبان طاغوتیوں اور ظالموں کے خلاف استعمال کریں۔

تبلیغ، صرف وزارتِ ارشاد ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ تمام دانشوروں مقرروں، مصنفوں اور فنکاروں کا فریضہ ہے۔ وزارت خارجہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کی سفارتیں تبلیغی لٹریچر منتشر کر کے دنیا کے سامنے اسلام کا نورانی چہرہ پیش کریں۔ اگر یہ چہرہ اس جمالِ جمیل کے ہمراہ، جس کی طرف قرآن وسنت نے تمام جہات میں دعوت دی ہے۔ کج فہم دوستوں اور اسلام مخالفوں کی نقاب کے پیچھے سے سامنے آجائے تو اسلام عالمگیر ہو جائے گا اور اس کا پُر افتخار پرچم پوری دنیا میں لہرانے لگے گا۔ کتنی غم انگیز اور مصیبت ناک ہے یہ بات کہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسی متاع ہو جس کی آغاز کائنات سے قیامت تک کوئی نظیر نہیں۔ لیکن وہ اس گراں بہا گوہر کو، جس کا ہر انسان اپنی آزاد فطرت کی بنیاد پر طالب ہے، پیش نہ کر سکیں بلکہ وہ خود بھی اس سے غافل وناواقف ہیں اور بعض اوقات اس سے گریزاں ہیں۔

ک۔ انتہائی اہم اور سرنوشت ساز مسائل میں سے ایک، ابتدائی درجہ سے یونیورسٹی تک کے تعلیمی وتربیتی مراکز کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ اسکی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اور بطور اشارہ کچھ بیان کر کے گزر جاؤں گا۔ ایران کی لٹی ہوئی قوم کو یہ جان لینا چاہئے کہ اس آخری نصف صدی میں ایران اور اسلام پر جس چیز نے مہلک ضرب لگائی ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ یونیورسٹیوں سے متعلق رہا ہے۔ اگر یونیورسٹیاں اور دوسرے تعلیمی مراکز میں اسلامی اور قومی منصوبوں

کے مطابق ملکی مفادات کو مد نظر رکھ کر ہماری نوجوانوں اور جوانوں کو تعلیم و تہذیب کے زیور سے آراستہ کیا جاتا تو ہمارا ملک برطانیہ، روس اور اس کے بعد امریکہ کے حلق سے ہرگز نہ اترتا۔ تباہ کن معاہدے لٹی پٹی محروم قوم پر ہرگز نہ لادے جاتے، غیر ملکی مشیروں کے قدم ایران تک ہرگز نہ پہنچتے۔ اس ستم رسیدہ قوم کے قدرتی ذخائر اور کالا سونا (تیل) شیطانی طاقتوں کی جیب میں ہرگز نہ انڈیلا جاتا۔ پہلوی خاندان اور اس سے وابستہ افراد کو ہرگز یہ فرصت نہ ملتی کہ وہ ملت کے خزانہ کو لوٹ کر ملک کے اندر اور باہر مظلوموں کی لاشوں کے اوپر بلڈنگیں اور پارک بنائیں، نیز ان مظلوموں کی پونجی سے غیر ملکی بینکوں کو بھر کر اپنی اور اپنے حلقہ بگوشوں کی عیاشی و بے ہودگی پر صرف کریں۔ اگر حکومت، پارلیمنٹ، عدلیہ اور دوسرے اداروں کا سرچشمہ اسلامی اور قومی یونیورسٹیاں ہوتیں تو آج ہماری قوم ان مہلک اور تباہ کن مشکلات میں گرفتار نہ ہوتی۔ اگر پاک دامن شخصیتیں اسلامی و قومی جذبات کے صحیح مفہوم کے ہمراہ۔ نہ کہ قومیت کے اس مفہوم میں جسے آج اسلام کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہو کر تینوں طاقتوں (مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ) کے مراکز تک پہنچتیں تو آج ہمارا حال کچھ اور ہی ہوتا۔ ہمارے ملک کی صورت حال بدلی ہوئی ہوتی۔ ہمارے محروم عوام محرومیت کی زنجیروں سے آزاد ہوتے۔ ستم شاہی اور ظلم کی بساط الٹ چکی ہوتی۔ عیاشی، فسق و فجور اور منشیات کے اڈے، جن میں سے ہر ایک قیمتی اور فعال جوان نسل کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ مٹ چکے ہوتے اور ملک و ملت کو تباہ کرنے والا یہ ورثہ قوم کے حصہ میں نہ آتا۔ اگر یونیورسٹیاں اسلامی، انسانی اور قومی ہوتیں تو وہ سیکڑوں اور ہزاروں مدرس و معلم معاشرہ کے حوالے کر سکتی تھی۔

لیکن کتنی غم انگیز اور افسوسناک ہے یہ بات کہ اسکول اور یونیورسٹیاں ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں تھیں اور ہمارے عزیز نوجوان ان لوگوں کے ہاتھوں تربیت پا رہے تھے جن میں ایک مظلوم و محروم اقلیت کے سوا سب کے سب مشرق نواز و مغرب پرست تھے اور (سامراجی) منصوبہ کے تحت انھیں، یونیورسٹیوں میں (استادی کی) کرسی دی گئی تھی اور ہمارے مظلوم و عزیز نوجوان مجبوراً بڑی طاقتوں سے وابستہ ان ہی بھیڑیوں کے دامن میں پرورش پا کر قانون سازی، حکومت اور قضاوت کے عہدوں پر براجمان ہوتے تھے اور ظالم پہلوی حکومت کے احکام و فرامین کے مطابق کام کرتے تھے۔

اب جبکہ۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔ یونیورسٹی، مجرموں کے چنگل سے آزاد ہو چکی ہے۔ اسلامی جمہوری حکومت اور ملت کا فریضہ ہے کہ وہ کسی بھی زمانہ میں غلط و گمراہ دبستانوں سے وابستہ یا مغرب و مشرق کے دلدادہ افراد کو یونیورسٹیوں اور تعلیم و تربیت کے دوسرے مراکز میں نہ گھسنے دیں اور پہلے ہی قدم پر انھیں روک دیں تاکہ بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آنے پائے اور کنٹرول انکے ہاتھ سے نہ نکل سکے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے عزیز جوانوں سے میری وصیت یہ ہے کہ وہ ان انحرافات کو مٹانے کے لئے خود ہی شجاعانہ اقدام کریں تاکہ ان کی اور ان کے ملک و ملت کی آزادی و استقلال محفوظ رہے۔

ل۔ فوج، سپاہ، سرحدی فورس، پولیس، انقلابی گارڈز، رضاکار اور قبائلی مسلح دستے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ملت، حکومت اور پارلیمنٹ کو ان لوگوں پر، جو جمہوری اسلامی کے قومی و توانا بازو، سرحدوں، راستوں، شہروں اور دیہاتوں کے محافظ قوم کو سکون و اطمینان بخشنے والے اور ان کے تحفظ و سلامتی کے محافظ ہیں، خصوصی توجہ دینی چاہئے کیونکہ آج دنیا میں بڑی طاقتیں اور تخریب کار سیاستیں جس چیز اور جس گروہ سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتی ہیں وہ یہی مسلح افواج ہیں۔ یہ مسلح افواج ہی ہیں جنھیں آلہ کار بنا کر سیاسی چالوں کے ذریعہ کودتا اور حکومتوں کا تختہ پلٹنے کا کام لیا جاتا ہے۔ عیار و مکار مفاد پرست ان کے بعض کمانڈروں کو خرید لیتے ہیں اور انہی فریب خوردہ کمانڈروں کی سازشوں کے ذریعے ملکوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور مظلوم قوموں پر اپنا اقتدار جما کر ملکوں کی آزادی و خود ارادیت چھین لیتے ہیں۔ اگر مسلح افواج کی سربراہی دیانتدار کمانڈروں کے ہاتھ میں ہو تو ملک دشمنوں کے لئے کودتا یا کسی ملک پر قبضہ کر لینے کا امکان نہیں رہ جاتا اور اگر کبھی کوئی ایسا موقع آ بھی جائے تو احساس ذمہ داری رکھنے والے باوفا کمانڈر اسے ناکام بنا دیں گے۔

ایران میں بھی قوم کے ہاتھوں اس دور کا جو معجزہ رونما ہوا اس میں مومن مسلح افواج اور وطن دوست، پاک نفس کمانڈروں نے اہم رول ادا کیا ہے۔

آج جبکہ امریکہ اور تمام بڑی طاقتوں کے حکم اور مدد سے صدام تکریتی کی جانب سے مسلط کی گئی منحوس جنگ تقریباً دو سال گزر جانے کے بعد بعث پارٹی کی جارح فوج نیز اس کے طاقتور مددگاروں

اور حلقہ بگوشوں کی سیاسی وفوجی شکست وناکامی سے دوچار ہوئی ہے یہاں بھی نظامی وانتظامی، سپاہی وعوامی طاقتوں پر مشتمل مسلح افواج نے محاذ جنگ پر اور اس کے پیچھے عوام کی بے دریغ امداد کے سہارے یہ عظیم اور لائق فخر کارنامہ انجام دیکر ایران کو سربلند کردیا ہے اور اسلامی جمہوریہ کا تختہ پلٹنے کے سلسلہ میں مغرب ومشرق سے وابستہ کٹھ پتلیوں کی داخلی سازشوں اور شرارتوں کو غیرت مند قوم کی مدد سے پولیس رضاکار دستے، پاسدار اور انقلابی گارڈ کے جوانوں کے توانا بازؤں نے ناکام بنادیا ہے۔ یہی عزیز وجاں نثار جوان ہیں جو راتوں کو جاگ کر خاندانوں کے سکون واطمینان کے ساتھ سونے کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ خدا ان کی نصرت ومدد فرمائے۔

زندگی کے ان آخری لحات میں مسلح افواج سے بطور عموم میری برادرانہ وصیت یہ ہے کہ، اے عزیزو! تم جو اسلام سے عشق رکھتے ہو اور خدا سے وصال کے عشق میں محاذوں پر اور ملک کے اندر ایثار وفداکاری کے ساتھ یہ گراں قدر کام انجام دے رہے ہو۔ ہوشیار وبیدار ہو کہ سیاسی بازیگروں، مغرب ومشرق سے وابستہ پیشہ ور سیاست کاروں اور پس پردہ جرموں کے خفیہ ہاتھوں میں مجرمانہ وخائنا اسلحوں کی تیز دھار ہر طرف سے اور ہر گروہ سے زیادہ تم عزیزوں کی طرف ہے تو عزیزوں ہی نے اپنی جانیں قربان کرکے انقلاب کو کامیاب اور اسلام کو زندہ کیا ہے اور وہ تمہارے ہی ذریعہ سے جمہوری اسلامی کا تختہ پلٹنا چاہتے ہیں۔ وہ تمہیں اسلام اور ملت کی خدمت کے نام پر اسلام اور ملت سے جدا کرکے، دنیا کے دو لٹیرے بلاکوں میں سے کسی ایک کے دامن میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ سیاسی چالوں نیز بظاہر اسلامی وقومی نعروں کے ذریعہ تمہاری زحمتوں اور قربانیوں پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں۔

مسلح افواج سے میری تاکیدی وصیت یہ ہے کہ وہ سیاسی پارٹیوں اور جماعتوں میں شامل نہ ہونے کے قانون پر عمل کریں، مسلح طاقتیں۔ چاہے ان کا تعلق فوج سے ہو یا انتظامی تنظیموں سے پاسدار ہوں یا بسیجی ورضاکار وغیرہ۔ کسی بھی سیاسی پارٹی یا جماعت میں ہرگز شامل نہ ہوں اور خود کو سیاسی کھیلوں سے دور رکھیں۔ اس صورت میں وہ اپنی فوجی طاقت کو برقرار رکھ کر اندورونی اختلافات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ کمانڈروں پر واجب ہے کہ وہ اپنے تابع فرمان افراد کو پارٹیوں میں شامل ہونے سے روکیں۔ اور چونکہ انقلاب پوری قوم سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی حفاظت سب پر واجب ہے۔ لہذا

حکومت، ملت، دفاعی کونسل اور مجلس شوریٰ اسلامی" سب کا شرعی وملی فریضہ ہے کہ اگر مسلح افواج۔ چاہے وہ کمانڈر رہوں یا عام سپاہی یا اعلیٰ عہدیدار۔ اسلام اور ملک کے مفادات کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہیں یا سیاسی پارٹیوں میں شامل ہونا چاہیں۔" کہ اس صورت میں یقیناً وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ یا سیاسی کھیلوں میں حصہ لینا چاہیں تو پہلے ہی قدم پر ان کی مخالفت کریں اور رہبر و شورائے رہبری پر واجب ہے کہ پوری قاطعیت کے ساتھ اسکی روک تھام کریں تاکہ ملک خطرات سے محفوظ رہے۔

میں اس خاکی زندگی کے اختتام میں تمام مسلح افواج سے مشفقانہ وصیت کرتا ہوں کہ اسلام، حریت و خودارادیت کا واحد مکتب ہے۔ خداوند عالم اس کے نور ہدایت کے ذریعہ سب کو اعلیٰ انسانی مدارج کی طرف دعوت دیتا ہے۔ لہذا جس طرح آج تم اسلام کے وفادار ہو اسی طرح اپنی وفاداری پر ثابت قدم رہو کیوں کہ اسلام تمھیں اور تمہارے ملک وملت کو ان طاقتوں کی غلامی و وابستگی سے نجات دلاتا ہے جن کا واحد مقصد تمہیں غلام، تمہارے عزیز ملک وملت کو پسماندہ اور مصرفی منڈی بنانا نیز ظلم وستم کے ذلت آمیز بوجھ تلے دبائے رکھنا ہے۔ انسانی اور شریفانہ زندگی کو۔ حتی مشکلات کے باوجود۔ اغیار کی غلامی کی ذلت آمیز زندگی پر۔ حیوانی رفاہ و سہولیات کے ہوتے ہوئے بھی۔ ترجیح دو۔ اور جان لو کہ جب تک ترقی یافتہ صنعتوں کی ضرورت کے سلسلہ میں اپنے ہاتھ دوسروں کے سامنے پھیلائے رہو گے اور گدائی و دریوزگی میں بسر کرتے رہو گے، ایجادات واختراعات کی صلاحیت تمہارے اندر بیدار نہ ہو سکے گی۔ تم نے خود اپنی آنکھوں سے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ اقتصادی ناکہ بندی کے بعد وہی لوگ جو خود کو چھوٹی سے چھوٹی چیز بنانے سے عاجز سمجھتے تھے اور کارخانے چلانے کے سلسلے میں ان کو مایوس کیا جارہا تھا جب انھوں نے اپنی فکر و ذہن سے کام لیا تو فوج اور کارخانوں کی بہت سے ضروریات کو انھوں نے خود ہی برطرف کر دیا۔ یہ جنگ اقتصادی ناکہ بندی اور غیر ملی ماہرین کا اخراج ایک الٰہی تحفہ تھا جس سے ہم غافل تھے۔ آج اگر خود فوج اور حکومت، عالمی لٹیروں کے مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے ایجادات واختراعات کے سلسلہ میں اپنی سعی کوشش میں اضافہ کرے تو امید ہے کہ ملک خود کفیل ہو جائے گا اور دشمن کے آگے ہاتھ پھیلانے سے نجات مل جائے گی۔

یہاں یہ بتادینا ضروری ہے اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اتنی ساری مصنوعی

پسماندگی کے ہوتے ہوئے ہم دوسرے ممالک کی بڑی صنعتوں کے محتاج ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ترقی یافتہ علوم میں کسی ایک بلاک سے وابستہ ہو جائیں۔ فوج اور حکومت کو کوشش کرنی چاہئے کہ مومن اور فرض شناس طلباء ان ممالک میں بھیجیں جو ترقی یافتہ بڑی صنعتوں کے مالک ہیں اور استعماری و استحصالی مقاصد بھی نہیں رکھتے۔ طلباء کو امریکہ روس اور ان دو بلاکوں کے راستہ پر چلنے والے ملکوں میں بھیجنے سے گریز کریں مگر یہ کہ وہ دن آجائے جب یہ دونوں طاقتیں اپنی غلطیوں سے واقف ہو کر دوسروں کے حقوق کے احترام، انسان دوستی اور انسانیت کے راستہ پر گامزن ہو جائیں یا یہ کہ انشاء اللہ مستضعفین عالم بیدار قومیں اور فرض شناس مسلمان انھیں ان کے خانے میں لا بٹھائیں۔ اس دن کی امید کے ساتھ۔

م۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات، سینما اور تھیٹر ملتوں اور خاص کر جوان نسل کو تباہ و بے حس کرنے کا موثر حربہ رہے ہیں۔ اس آخری صدی خاص طور سے اس کے نصف دوم میں ان ذرائع سے کیسے کیسے شیطانی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔ خواہ اس کا تعلق اسلام اور خدمت گزار علمائے دین کے خلاف پروپگنڈہ سے رہا ہو یا مغربی و مشرقی سامراجوں کی پبلسٹی سے۔ ان ذرائع کو سامراجی ملکوں کے مصنوعات خاص طور سے بناؤ سنگھار اور فیشن کی چیزوں کی منڈی بنانے (ان کے طرز کی) عمارتوں اور ڈیکوریشن کی نقل اتروانے، کھانے پینے کی چیزوں نیز ان کے طرز زندگی کی تقلید کروانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا یہاں تک کہ بات چیت، نشست برخاست غرض زندگی کے ہر شعبہ میں یورپی طرز کو اپنانا اور فرنگی مآب بننا بڑے فخر کی بات سمجھی جانے لگی تھی خاص طور سے ناز و نعم میں پلی ہوئی، خوشحال یا نیم خوشحال خواتین (اس بیماری میں زیادہ مبتلا تھیں) بات چیت کا انداز اور تحریر و تقریر میں یورپی الفاظ کا استعمال اس قدر تھا جس کا سمجھنا عام آدمیوں کے لئے ناممکن اور خود ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کے لئے بھی مشکل تھا۔ ٹیلی ویژن پر دکھائی جانے والی فلمیں مشرق یا مغرب کی بنائی ہوئی تھیں جو جوان مردوں اور عورتوں کو علم و دانش، محنت و صنعت، تولید و پیداوار اور عام زندگی کی ڈگر سے منحرف کر کے خود اپنے اور اپنی شخصیت سے بے خبر بنا دیتی تھیں۔ نیز اپنے ملک اپنی چیز حتی اپنی ثقافت و ادب اور ان گراں قدر آثار و تخلیقات سے بھی متنفر و بدگمان کر دیتی تھیں جن کا ایک بڑا حصہ

مفاد پرست خائنوں کے ذریعہ ملک سے نکل کر مشرق و مغرب کی میوزیم اور کتب خانوں میں پہنچ چکا ہے۔ گندے اور فحش رسالے، افسوس ناک مضامین، شرمناک تصویریں اور اخبارات اپنے اسلام دشمن اور ثقافت مخالف مقالے چھاپ کر بڑے فخر کے ساتھ عوام اور خاص طور سے باثر جوان طبقہ کو مشرق و مغرب کی طرف ہنکار رہے تھے۔ اس میں مزید اضافہ کر لیجئے فساد کی اشیاء فحشاء کے اڈوں، جوئے خانوں، لاٹریوں، تعیش کے ساز و سامان بناؤ سنگھار کی اشیاء، کھلونے فروخت کرنیوالی دکانوں، شراب خانوں، خاص طور سے تیل، گیس نیز دیگر قدرتی ذخائر کو بر آمد کر کے اس کے بدلہ میں مغرب سے در آمد کی جانے والی چیزوں گڑیاؤں، کھیل کود اور فیشن کے سامان نیز اسی طرح کی سینکڑوں چیزوں کو بڑھاوا دینے کے لئے وسیع پیانہ پر اشتہارات جن کی حکومت باقی رہ جاتی تو کچھ ہی عرصہ میں یہ اسلام اور وطن کے سپوت جن سے قوم کی امیدیں وابستہ ہیں، فاسد حکومت اور مشرق و مغرب پرست روشن خیالوں کے ہاتھوں شیطانی سازشوں کے جال میں پھنس کر اسلام اور ملت کے دامن سے جدا ہو جاتے یا فساد و فحشاء کے اڈوں میں اپنی جوانی تباہ کر بیٹھتے اور یا عالمی لٹیری طاقتوں کے خدمت گزار بنکر ملک کو برباد کر ڈالتے۔

خداوند عالم نے ہم پر اور ان پر احسان کیا، ہم سب کو مفسدوں اور لٹیروں سے نجات دلائی ہے۔ اب موجودہ و آئندہ پارلیمنٹ، صدر جمہوریہ اور بعد میں آنے والے صدور نیز ہر زمانہ کی "شورائے نگہبان" اعلیٰ عدالتی کونسل اور حکومت سے میری وصیت یہ ہے کہ ان اخبارات رسالوں اور خبر رساں ذرائع کو اسلام اور ملکی مفادات سے منحرف نہ ہونے دیں۔ ہم سب کو یہ جان لینا چاہئے کہ مغربی طرز کی آزادی جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تباہی کا سبب ہے اور عقل و اسلام کی نگاہ میں مذموم ہے۔ عفت عمومی، ملکی مفادات اور اسلام کے خلاف پروپگنڈے، مقالے، تقریریں، کتابیں اور رسالے حرام ہیں۔ ہم سب پر اور تمام مسلمانوں پر اس کا سد باب واجب ہے، تخریبی آزادیوں کو لگام دینا ضروری ہے۔ جو چیزیں شریعت کی نظر میں حرام، اسلامی ملک و ملت کے دھارے کے خلاف اور جمہوری اسلامی کی شان کے منافی ہے۔ اگر قاطعیت کے ساتھ ان کی روک تھام نہ کی جائے تو ہم سب جوابدہ ہیں۔ اگر عوام اور حزب اللہی جوانوں کو اس طرح کی چیزیں نظر آئیں تو وہ متعلقہ ادارہ سے رجوع کریں اور اگر وہ ادارہ کوتاہی کرے تو ان پر فرض ہے کہ وہ خود ہی اس کی روک تھام کریں۔ خداوند عالم سب کی مدد فرمائے۔

ن۔ ان افراد، جماعتوں اور ٹولیوں سے جو ملت، جمہوری اسلامی اور اسلام کے خلاف سرگرم ہیں۔ پہلے مرحلہ میں ملک کے اندر اور ملک سے باہر ان کے سرغناؤں سے۔ میری وصیت ہے کہ تم لوگوں نے جو اقدامات کئے ہیں جو سازشیں رچی ہیں۔ جس ملک اور اس حکمرانوں سے مدد لی ہے۔ اس کا طویل تجربہ تمہیں۔ جو خداوند عالم کو عالم و عاقل سمجھتے ہو۔ یہ سکھا چکا ہوگا کہ کسی قوم کے دھارے کو دہشت گردی، بموں کے دھماکوں، بے سر و سامانی اور غیر منطقی طریقوں سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ خاص طور سے ایران جیسی قوم کو جس کے بچے، بوڑھے، عورتیں اور مرد سبھی اپنے مقصد، جمہوری اسلامی، قرآن اور مذہب کی راہ میں جانفشانی و فداکاری کر رہے ہیں۔ تمہیں تو معلوم ہے۔ اور اگر نہیں جانتے تو بہت نادان و سادہ لوح ہو۔ کہ عوام تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ فوج تمہاری دشمن ہے اور اگر فرض کرو کہ تمہارے ساتھ تمہارے دوست تھے بھی تو تمہاری احمقانہ حرکتوں اور ان جرائم نے جو تمہارے اشاروں پر کئے گئے ان کو تم سے جدا کر دیا ہے۔ تم لوگ، دشمن بنانے کے سواء اور کچھ نہ کر سکے۔

میں عمر کے اس آخری حصہ میں تم سے خیر خواہانہ وصیت کرتا ہوں کہ اولاً تم نے اس طاغوت زدہ اور ستم رسیدہ قوم کے خلاف جنگ چھیڑی ہے جس نے اپنے بہترین فرزندوں اور جوانوں کی قربانی دے کر ڈھائی ہزار سالہ "ستم شاہی" کے بعد خود کو مشرق و مغرب کے لٹیروں اور پہلوی حکومت جیسے مجرموں کے ظلم و ستم سے نجات دلائی ہے۔ ایک انسان چاہے وہ کتنا ہی پلید ہو اس کا ضمیر کیسے اس بات پر راضی ہو سکتا ہے کہ ایک منصب ملنے کے احتمال پر اپنے وطن اور راور اپنی قوم کے ساتھ ایسا براسلوک کرے اور ان کے چھوٹے بڑے اپنے وطن اور اپنی قوم کے ساتھ ایسا براسلوک کرے اور ان کے چھوٹے بڑے پر رحم نہ کرے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس قسم کی احمقانہ اور بے فائدہ حرکتوں سے دست بردار ہو جاؤ۔ عالمی لٹیروں کے فریب میں نہ آؤ۔ جہاں کہیں بھی ہو، اگر کسی جرم (قتل وغیرہ) کے مرتکب نہیں ہوئے ہو تو اپنے وطن اور اسلام کے دامن میں واپس آجاؤ اور توبہ کرو۔ خدا ارحم الراحمین ہے۔ جمہوری اسلامی اور قوم بھی انشاءاللہ تمہیں معاف کر دے گی۔ اور اگر کسی ایسے جرم کے مرتکب ہوئے ہو جس کی سزا خداوندعالم نے متعین کر دی ہے تب بھی آدھے راستہ سے لوٹ آؤ اور توبہ کرلو اور اگر تہمت ہے تو (اس دنیا میں) اپنی سزا بھگت کر خود کو خدا کے عذاب

الیم سے نجات دو اور اگر (سزا بھگتنے کی) جرأت نہیں ہے تو جہاں کہیں بھی ہو، اپنی عمر کو اس سے زیادہ برباد نہ کرو اور کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جاؤ کہ مصلحت یہی ہے۔

اس کے بعد ان کے داخلی و خارجی ہوا خواہوں سے وصیت کرتا ہوں کہ آخر تم کس جذبہ کے تحت اپنی جوانی ان لوگوں کے لئے برباد کر رہے ہو جن کے بارے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ عالمی لٹیروں کے خدمت گزار ہیں، ان ہی کے منصوبوں کی پیروی کرتے ہیں اور نادانستہ طور پر ان کے جال میں اسیر ہیں؟ تم کس کی راہ میں اپنی قوم کے ساتھ جفا کر رہے ہو؟ تمہیں ان لوگوں نے فریب دیا ہے۔ اگر تم ایران میں ہو تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ عوام جمہوری اسلامی کے وفاداروں اور اس کے جاں نثار ہیں تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ موجودہ حکومت اور نظام جی جان سے محروموں اور عوام کی خدمت کر رہا ہے اور جو لوگ عوام کے طرفداروں اور ان کے "فدائی و مجاہد" ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں وہ خلق خدا سے دشمنی پر تلے ہوئے ہیں۔ تم جیسے سادہ لوح لڑکیوں کو اپنے دو عالمی لٹیرے بلاکوں میں سے کسی ایک کے مقاصد کے لئے کھلونا اور آلہ کار بنائے ہوئے ہیں اور خود یا تو ملک سے باہر ان دو بلاکوں میں سے کسی ایک کی آغوش میں عیاشی میں مشغول ہیں اور یا ملک کے اندر بدبخت مجرموں کے بڑے بڑے محلوں جیسی عالیشان بلڈنگوں میں عیش و آرام کی زندگی گزارتے ہوئے اپنی مجرمانہ حرکتوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور تم جوانوں کو موت کے منہ میں جھونک رہے ہیں۔

ملک کے اندر اور باہر موجود جوانوں کو میری مشفقانہ نصیحت یہ ہے کہ غلط راستہ کو چھوڑ کر پلٹ آؤ۔ معاشرہ کے ان محروم مظلوم افراد کی صف میں شامل ہو جاؤ جو جی جان سے جمہوری اسلامی کی خدمت کر رہے ہیں۔ آزاد و خود مختار ایران کے لئے کام کرو تاکہ ملک و ملت، مخالفوں کے شر سے نجات پا جائیں اور سب مل کر شریفانہ زندگی بسر کرو۔ کب تک اور کس مقصد کی خاطر ان لوگوں کی اطاعت کرتے رہو گے جنھیں اپنے مفاد کے سوا کسی چیز کی فکر نہیں اور جو بڑی طاقتوں کی آغوش اور ان کی پناہ میں بیٹھے ہوئے اپنی قوم سے جنگ کر رہے ہیں اور تمہیں اپنے منحوس مقاصد و اقتدار پرستی کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں؟ تم لوگوں نے انقلاب کی کامیابی کے ان برسوں میں دیکھ لیا ہے کہ ان کے

دعوے، ان کے اعمال و کردار کے خلاف ہیں۔ ان دعووں کا واحد مقصد صاف دل جوانوں کو دھوکا دینا ہے تمہیں معلوم ہے کہ عوام کے پر خروش سیلاب کے مقابلہ یں تمہاری کوئی حیثیت نہیں تمہاری حرکتوں کا نتیجہ خود اپنی جوانی کو برباد کرنے اور خود کو نقصان پہنچانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میرا فریضہ ہدایت کرنا تھا جسے میں نے انجام دیدیا اور امید ہے کہ تم اس وصیت پر، جو میری موت کے بعد تم لوگوں تک پہنچے گی اور جس میں اقتدار طلبی کا شائبہ تک نہیں ہے، عمل کروگے اور اپنے کو الٰہی عذاب الیم سے نجات دوگے۔ خدائے منان تمہاری ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔

کمیونسٹوں "فدائی خلق چھاپہ ماروں" اور بائیں بازوں کی طرف رجحان رکھنے والے دوسرے گروہوں سے میری وصیت یہ ہے کہ تم لوگوں نے اسلامی دبستان اور دیگر مکاتب فکر کے بارے میں ان افراد کی نگرانی میں جو تمام مکاتب فکر اور خاص طور سے اسلام کے بارے میں صحیح معلومات رکھتے ہیں باقاعدہ چھان بین اور صحیح طریقہ سے تحقیق کئے بغیر کس مقصد کے تحت اپنے کو اس مکتب فکر کے اپنانے پر راضی کر لیا جو آج دنیا میں ناکام ہو چکا ہے؟ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان چند ازموں کے دلدادہ ہو گئے جو محققوں کی نگاہ میں کھوکھلے ہیں۔ وہ کونسا محرک ہے جس نے تمہیں اپنے ملک کو روس یا چین کی جھولی میں ڈال دینے پر مجبور کر دیا ہے؟ اور عوام دوستی کے نام پر اپنی قوم سے جنگ کرنے پر تل گئے ہو اور اپنے ستم رسیدہ عوام و ملک کے خلاف اغیار کے مفاد میں سازشیں کر رہے ہو؟ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ کمیونزم کی ابتداء سے آج تک اس کے دعویداروں نے مطلق العنانی، اقتدار پرستی اور اجارہ داری کی ایسی مثالیں قائم کی ہیں جس کی نظیر دنیا کی کسی حکومت میں نظر نہیں آتی۔ عوام کی حمایت کی دعویدار سودیت یونین کے قدموں تلے کتنی ہی قومیں کچلی جاچکی ہیں اور اپنی حیثیت سے محروم ہو چکی ہیں۔ ابھی تک روس کی مسلمان وغیر مسلمان قومیں کمیونسٹ پارٹی کے استبداد تلے پھڑ پھڑا رہی ہیں اور ہر قسم کی آزادی سے محروم ہیں۔ انتہائی گھٹن کے ماحول میں زندگی گزار رہی ہیں اس کی مثال دنیا کی مستبد ترین حکومتوں میں بھی نہیں ملتی اسٹالن جسے (کمیونسٹ) پارٹی کا درخشاں ترین چہرہ مانا جاتا ہے اس کی آمد و رفت آن بان، ٹھاٹ باٹ اور عیش و آرام ہم سب دیکھ چکے ہیں۔ آج جب کہ تم اس نظام کے عشق میں جان دے رہے ہو روس اور اس سے وابستہ ممالک، جیسے افغانستان کے

مظلوم عوام ان کے ظلم وستم کے شکنجہ میں دم توڑ رہے ہیں۔اور تم جو کہ عوام کی حمایت کے دعویدار ہو، جہاں جہاں بھی تمہارا ہاتھ پہنچا تم نے عوام پر ظلم کیا "آمل" کے ان شریف عوام کے ساتھ تم نے کون سی مجرمانہ حرکت نہیں کی جنھیں تم غلط طور پر اپنا پکا حامی بتاتے تھے۔ بہت سے لوگوں کو فریب دیکر تم نے حکومت اور عوام سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور انھیں موت کے گھاٹ اتروادیا۔ تم جو کہ محروم عوام کے طرفدار ہو (ہونے کے دعویدار) ہو محروم ومظلوم عوام کو روسی آمریت کے حوالے کرنا چاہتے ہو اور اس خیانت کو "فدائی خلق" اور محرومین کی حمایت کا غلاف چڑھا کر عملی جامہ پہنانا چاہتے ہو۔ بس فرق اتنا ہے کہ "تودہ" (کمیونسٹ) پارٹی اور اس کے کامریڈ، جمہوری اسلامی کی طرفداری کا خول چڑھا کر سازشوں کے ذریعہ اور دوسری (کمیونسٹ) جماعتیں اسلحے، (دہشتگردی اور بموں کے ذریعہ (اس خیانت کی مرتکب ہورہی ہیں)

میں تمام پارٹیوں اور جماعتوں سے چاہے وہ بائیں بازو کی طرف رجحان کی شہرت رکھتی ہوں اگرچہ بعض شواہد وقرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امریکی کیمونسٹ ہیں۔چاہے وہ مغرب سے روزی حاصل کرتی ہوں۔اور زیادہ "کوملہ" "وڈیمو کریٹ جیسی پارٹیاں ہوں جنھوں نے کرد وبلوچ عوام کی طرفداری وخودمختاری کے نام پر اسلحہ اٹھا کر، کردستان اور دوسری جگہوں کے محروم عوام کو تباہ کیا، اور ان صوبوں میں جمہوری اسلامی کے ثقافتی، طبی، اقتصادی اور تعمیر نو سے متعلق خدمات کی راہ میں روڑے اٹکائے ہیں، وصیت کرتا ہوں کہ عوام سے مل جائیں اس عرصہ میں انھوں نے تجربہ کرلیا ہے کہ ان علاقوں کے باشندوں کو تباہ کرنے کے سوانہ کوئی کام کیا ہے اور نہ کرسکتے ہیں۔ پس خود ان کی اپنی، اپنے علاقہ اور اپنی قوم کی مصلحت اسی میں ہے کہ وہ حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ بغاوت واغیار کی خدمت گزاری اور اپنے وطن سے خیانت سے باز آجائیں۔ ملک کو آباد کرنے کی کوشش کریں اور مطمئن رہیں کہ اسلام، ان کے لئے جرائم پیشہ مغربی بلاک اور مطلق العنان مشرقی بلاک سے بہتر ہے۔ اسلام عوام کی انسانی آرزوؤں کو بہتر طور پر َلاتا ہے۔

ان مسلمان جماعتوں سے جو اشتباہ میں پڑ کر مغرب یا مشرق کی طرف جھکاؤ ظاہر کرتی ہیں اور بعض اوقات ان منافقوں کی حمایت کرتی تھیں جن کی خیانت اب آشکار ہوچکی ہے اور خطاء واشتباہ میں

پڑکر بعض اوقات اسلام کے بدخواہوں کی مخالفت کرنے والوں پر لعن طعن کرتی تھیں۔ میری وصیت یہ ہے کہ اپنی خطاؤں اور غلطیوں پر اصرار نہ کریں اور اسلامی جرأت سے کام لیتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور خدا کی رضا کے لئے حکومت پارلیمنٹ اور مظلوم عوام کی ہم آواز و ہم راہ ہو جائیں۔ تاریخ کے مظلوموں کو مستکبروں کے شر سے نجات دلائیں۔پاک دل،پاک فکر اور فرض شناس عالم دین "مدرس" مرحوم کے اس قوم کو مد نظر رکھیں جو انھوں نے اس دور کی افسردہ و غمگین پارلیمنٹ میں بیان کیا تھا کہ "جب ہمیں نابود ہی ہونا ہے تو پھر ہم خود اپنے ہی ہاتھوں کو کیوں نابود کریں۔" آج میں بھی اس شہید راہ خدا کی یاد میں آپ تمام مومن بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ہم امریکہ و روس کے مجرمانہ ہاتھوں دنیا سے مٹا دئے جائیں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ مشرق کی سرخ اور مغرب کی سیاہ فوج کے پرچم تلے عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور یہی انبیائے عظام، آئمہ مسلمین اور بزرگان دین کا شیوہ رہا ہے ہمیں چاہیے کہ ان ہی کا اتباع کریں اور خود کو یہ یقین دلائیں کہ وابستگیوں کے بغیر جینے کی خواہش رکھنے والی قوم کامیاب بھی ہو سکتی ہے۔اور دنیا کی بڑی طاقتیں کسی قوم پر اس کی مرضی کے خلاف کوئی نظریہ مسلط نہیں کر سکتی ہیں۔ افغانستان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے باوجودیکہ غاصب حکومت اور بائیں بازو کی پارٹیاں روس کے ساتھ تھیں اور ہیں مگر ابھی تک وہ عوام کو سرکوب کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔

علاوہ بریں اب دنیا کی محروم قومیں بیدار ہو چکی ہیں اور وہ دن دور نہیں جب اس بیداری کے نتیجہ میں تحریک، قیام اور انقلاب بپا ہو جائے گا۔ قومیں اپنے کو مستکبر ستمگروں کی غلامی سے آزاد کرالیں گی۔ آپ اسلامی اقدار کے پابند مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ مشرق و مغرب سے جدائی اپنی برکتیں ظاہر کر رہی ہے۔ مقامی ذہن و دماغ حرکت میں آگئے ہیں اور خود کفالت کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ جس چیز کو مشرق و مغرب کے خائن ماہرین، ہماری قوم کے لئے محال بتاتے تھے آج وسیع پیمانہ پر ملت کے ذہن اور اس کے دست و بازو کے ذریعہ انجام پا رہی ہے۔اور (بقیہ چیزیں) انشاءاللہ طویل مدت میں انجام پائیں گی۔افسوس صد افسوس کہ یہ انقلاب، دیر سے وجود میں آیا اور کم از کم محمد رضا کی کثیف در ظالمانہ سلطنت کے آغاز ہی میں رونما نہیں ہوا اگر یہ انقلاب اسی وقت آگیا ہوتا تو آج کا یہ لٹا پٹا

ایران،دوسرا ہی ایران ہوتا۔

مصنفوں، مقرروں، روشن خیالوں، مین میخ نکالنے والوں اور جذبات کا شکار ہونے والوں سے میری وصیت ہے کہ اپنا وقت جمہوری اسلامی کی مخالفت میں صرف کرنے اور اپنی ساری توانائی پارلیمنٹ، حکومت اور دیگر خدمت گزاروں سے بد ظنی اور ان کی بدگوئی و بدخواہی میں لگانے اور اپنے اس عمل سے ملک کو بڑی طاقتوں کی طرف ڈھکیلنے کے بجائے ایک شب اپنے خدا سے تنہائی میں راز و نیاز کیجئے اور اگر خدا پر ایمان نہیں رکھتے ہیں تو خود اپنے ضمیر سے پوچھئے اور اپنے ان باطنی محرکات کا جائزہ لیجئے جن سے اکثر اوقات بہت سے انسان خود ناواقف ہوتے ہیں۔ غور و فکر کیجئے کہ آخر کس معیار سے اور کس انصاف کی بنیاد پر آپ جنگی محاذوں اور شہروں کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہونے والے جوانوں کا خون نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ قوم جو اندرونی و بیرونی ظالموں اور لٹیروں کے بوجھ سے نجات پانا چاہتی ہے۔ اپنی اور اپنے عزیز فرزندوں کی جان و قربان کر کے استقلال و آزادی سے ہمکنار ہوئی ہے اور جاں نثاری و فداکاری کے ذریعہ اس کی حفاظت کرنا چاہتی ہے۔ اس سے نفسیاتی جنگ لڑ رہے ہیں اختلافات اور خائنانہ سازشوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ ستمگروں اور مستکبروں کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں۔

کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اپنی فکر، قلم اور بیان کے ذریعے اپنے وطن کی حفاظت کی خاطر حکومت، پارلیمنٹ اور عوام کی رہنمائی کیجئے؟ کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ اس مظلوم و محروم قوم کی مدد کیجئے اور اپنی مدد سے اسلامی حکومت کو مستحکم بنائیے؟ آیا آپ اس پارلیمنٹ، صدر جمہوریہ، حکومت اور عدلیہ کو گزشتہ نظام سے بدتر سمجھتے ہیں؟ کیا آپ نے اس مظلوم و بے پناہ قوم پر ہونے والے اس ملعون (پہلوی) نظام کے ظلم و ستم کو بھلا دیا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ اسلامی ملک اس زمانہ میں امریکہ کا فوجی اڈہ بنا ہوا تھا اور وہ اس ملک کے ساتھ ایک نو آبادیاتی ملک جیسا برتاؤ کرتے تھے؟ پارلیمنٹ، حکومت اور فوج سبھی کچھ ان کے قبضہ میں تھا، ان کے مشیر، ماہرین اور صنعت کار اس ملت اور اس کے قدرتی ذخائر کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟ آیا ملک بھر میں فساد و فحشاء کی ترویج، عیاشیوں کے اڈوں، جوئے خانوں، میخانوں، شراب کی دکانوں، سنیماؤں اور دوسرے مراکز کا قیام، جن میں سے ہر ایک،

جوان نسل کو تباہ کرنے کاایک بڑا سبب تھا، آپ کے ذہنوں سے مٹ گیا ہے؟ آیااس حکومت کے اخبارات، فحشیات سے لبریز رسالے اور ذرائع ابلاغ کو آپ نے بھلادیا ہے؟

آج جب کہ فسق وفجور کے ان بازووں کانام ونشان بھی باقی نہیں رہا ہے، چند عدالتوں یا چند جوانوں (کے غلط اقدامات) نے جن کے بارے میں یہ امکان ہے کہ وہ منحرف گروہوں کے گھس پیٹھیے ہوں اور جمہوری اسلامی کو بدنام کرنے کے لئے غلط کام انجام دے رہے ہوں نیز ان چند مفسد فی الارض افراد کی سزائے موت نے، جو اسلام اور جمہوری اسلامی کے خلاف شورش وبغاوت کر رہے ہیں۔ آپ کی صدائے احتجاج کو بلند کر دیا ہے؟ آپ ان لوگوں سے تعلقات قائم کر رہے ہیں اور اخوت وبرداری کا رشتہ جوڑ رہے ہیں، جو اعلانیہ طور پر اسلام کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف مسلحانہ بغاوت یا اس سے بھی زیادہ افسوسناک تر قلم وزبان سے بغاوت میں مشغول ہیں! خدا نے جن لوگوں کا خون مباح قرار دیا ہے انھیں آپ نور چشم قرار دے رہے ہیں! "۱۴ر اسفند" کاالیہ وجود میں لانے والے بازیگروں جنھوں نے بے گناہوں کو زدو کوب کیا ان ہی کے بازو میں بیٹھ کر آپ بھی اس منظر کا تماشادیکھتے رہے! یہ اسلامی واخلاقی عمل ہے؟ لیکن حکومت اور عدلیہ جب دشمن گمراہ اور ملحد افراد کو ان کے کیفر کردار تک پہنچاتی ہے تو آپ بلبلا اٹھتے ہیں اور مظلومیت کی دہائی دینے لگتے ہیں؟ !

میں آپ بھائیوں کے لئے جن کے ماضی سے کسی حد تک باخبر ہوں اور بعضوں سے لگاؤ بھی رکھتا ہوں، متاسف ہوں۔ البتہ میں ان لوگوں کے لئے متاسف نہیں ہوں جو خیر خواہی کے لباس میں شر پسند گلہ بان کے بھیس میں بھیڑئے اور ایسے بازی گر تھے جنھوں نے سب کو کھلونا بنار کھا تھا اور ملک وملت کو تباہ کر کے دونوں لٹیرے بلاکوں میں سے کسی ایک کی خدمت گزاری کرنا چاہتے تھے۔ جن لوگوں نے اپنے نجس ہاتھوں سے قابل قدر جوانوں اور معاشرہ کی تربیت کرنے والے علماء کو شہید کیا یہاں تک کہ مظلوم مسلمان وبچوں پر بھی رحم نہ کیا انھوں نے اپنے آپ کو معاشرہ میں رسوا اور خدا کی بارگاہ میں ذلیل کر لیا ہے اور اب ان کی واپسی کے سارے راستے مسدود ہو چکے ہیں کیوں کہ ان پر نفس امارہ کا شیطان حکومت کر رہا ہے۔

لیکن آپ برادران ایمانی! حکومت ور پارلیمنٹ کی مدد کیوں نہیں کرتے اور اس سے

کیوں شاکی ہیں جو محروموں مظلوموں اوران بھائیوں کی خدمت کرنے کی کوشش کررہی ہے جو زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم ہیں؟ کیا آپ لوگوں نے حکومت اور جمہوری اداروں کے ان خدمات کا جو انھوں نے ان تمام مشکلوں اور مصیبتوں جو ہر انقلاب کا لازمہ ہے۔ نیز ناخواستہ جنگ کے اتنے سارے نقصانات ملکی وغیر ملکی لاکھوں پناہ گزینوں کی مصیبت اور حد سے زیادہ رخنہ اندازیوں کے باوجود اس مختصر سی مدت میں انجام دیئے ہیں، گزشتہ نظام کے تعمیری کاموں سے موازنہ کیا ہے؟ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ اس دنیا کے تقریباً تمام تعمیری کام صرف شہروں میں انجام پاتے تھے اور وہ بھی خوش حال محلوں میں! فقراء اور محروم عوام کو اس کا نہایت معمولی حصہ نصیب ہوتا تھا یا سرے سے انھیں نظر انداز ہی کردیا جاتا تھا جب کہ موجودہ حکومت اور اسلامی ادارے جی جان سے اسی محروم طبقہ کی خدمت کررہے ہیں۔ آپ مومنین بھی حکومت کی مدد کریں تاکہ کام جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچ سکے اور خدا کی بارگاہ میں، جہاں بہرحال حاضر ہونا ہے، اس کے بندوں کی خدمت گزاری کی علامت کے ساتھ حاضر ہوں۔

س۔ ایک اور مسئلہ جس کے متعلق یاد دہانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اسلام نہ صرف مظلوم وستم رسیدہ عوام کو محروم کردینے والی بے حساب وکتاب ظالمانہ سرمایہ داری کا مخالف ہے بلکہ کتاب وسنت میں پوری تاکید کے ساتھ اس کی مذمت بھی کرتا ہے اور اسے سماجی انصاف کے خلاف تصور کرتا ہے۔ اگرچہ اسلام میں رائج سیاسی مسائل اور اس کے حکومتی نظام سے ناآشنا بعض کج فہم افراد سے اپنی تقریر و تحریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اب بھی اس سے دست بردار نہیں ہوئے ہیں۔ کہ اسلام بے حد و مرز سرمایہ داری و مالکیت کا حامی ہے۔ انھوں نے اپنی کج فہمی کے ذریعہ اسلام سے استنباط کیا ہے اور اس طرح اس کے نورانی چہرہ پر پردہ ڈال کر اسلام دشمنوں اور غرض پرستوں کے لئے راستہ ہموار کردیا ہے کہ وہ اسلام پر حملے کریں اور اسے امریکہ و برطانیہ جیسے مغرب کے دوسرے لٹیرے ممالک جیسی مغربی سرمایہ داری قرار دیں۔ وہ لوگ اسلام کے بارے میں صحیح اطلاع رکھنے والے ماہرین سے رجوع کئے بغیر ان ہی افراد کے قول و فعل پر بھروسہ کرتے ہوئے حماقت یا اپنے ذاتی اغراض کی بنیاد پر اسلام کی مخالفت کررہے ہیں۔

اسلام کمیونزم، مارکسزم، لینزم کے مانند بھی نہیں ہے جو فردی مالکیت کا مخالف اور ہر چیز میں اشتراک کا قائل ہے۔ البتہ ان سخت اختلافات کے ہمراہ جو قدیمی ادوار سے آج تک رونما ہوتا رہا ہے۔ یہ لوگ حتی عورت اور ہم جنس بازی میں بھی اشتراک کے قائل ہیں اور ایک مہلک وتباہ کن آمریت و مطلق العنانی قائم کئے ہوئے ہیں۔

بلکہ اسلام ایک معتدل نظام ہے جو مالکیت کے حق کو تسلیم اور اس کا احترام کرتا ہے لیکن مالکیت کے وجود میں آنے کے اسباب اور اس کے استعمال میں محدودیت کا قائل ہے کہ اگر اس پر صحیح طریقہ سے عمل کیا جائے تو صحتمند معیشت کے پہیے حرکت میں آجائیں گے اور سماجی انصاف جو ایک سالم نظام کا لازمہ ہے بر قرار ہو جائے گا۔ اس میدان میں بھی ایک گروہ اپنی کج فہمیوں، اسلام اور اس کے صحت مند اقتصادی نظام سے ناواقفیت کی بنا پر پہلے گروہ کے مقابلہ میں آگیا ہے۔ اس نے بعض اوقات کچھ قرآنی آیات اور نہج البلاغہ کے جملوں کا سہارا لے کر اسلام کو مارکس وغیرہ کے انحرافی دبستان کا حامی بنا کر پیش کیا ہے۔ قرآن مجید کی دیگر آیات نیز نہج البلاغہ کے دوسرے فقروں کو نظر انداز کر دیا ہے یہ لوگ من مانی کرتے ہوئے اپنی ناقص و قاصر فہم پر بھروسہ کرکے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اشتراکی دبستانوں کی پیروی اور اس مہلک کفر و آمریت کی حمایت کر رہے ہیں جس نے تمام انسانی اقدار کو پس پشت ڈال دیا اور اقلیت پر مشتمل ایک پارٹی تمام انسانوں کے ساتھ جانور جیسا سلوک کر رہے ہیں۔

پارلیمنٹ ، شورائے نگہبان، ارکان کابینہ، صدر جمہوریہ اور اعلیٰ عدالتی کونسل سے میری وصیت یہ ہے کہ خداوند متعال کے احکام کے آگے سر تسلیم خم رکھئے ظالم ولٹیرے سرمایہ دار بلاک یا ملحد و کمیونسٹ اشتراکی بلاک دونوں کے کھلو کھلے پروپگنڈوں سے متاثر نہ ہوئے۔ اسلامی حدود کے اندر جائز سرمایہ اور مالکیت کا احترام کیجئے۔ ملت کو اطمینان دلایئے تاکہ تعمیری سرگرمیاں اور سرمائے حرکت میں آجائیں نیز ملک و حکومت کو خود کفالتی اور چھوٹی بڑی صنعتوں سے مالا مال کر دیں۔

میں جائز پیسہ رکھنے والے دولتمندوں سے وصیت کرتا ہوں کہ اپنی جائز ثروت کا استعمال کیجئے۔ کھیتوں، دیہاتوں اور کارخانوں میں تعمیری کاموں کے لئے اٹھ کھڑے ہویئے۔ کیونکہ یہ خود

گرانقدر عبادت ہے۔ میں محروم طبقات کی خوش حالی کے لئے سب سے وصیت کرتا ہوں کیوں کہ تمہاری دنیاو آخرت کی بھلائی معاشرہ کے ان محروموں کی فلاح و بہبود کے لئے سعی و کوشش میں ہے جو جاگیر دارانہ نظام اور "ستم شاہی" کی طویل تاریخ میں زحمت و مشقت کی زندگی گزارتے رہے ہیں اور کتنی اچھی بات ہے کہ دولتمند طبقے رضاکارانہ طور پر جھگیوں اور جھونپڑیوں میں رہنے والوں کے لئے مکان اور آسائش کی سہولتیں فراہم کریں۔ مطمئن رہیں کہ دنیاو آخرت کی بھلائی اسی میں ہے اور یہ انصاف سے دور ہے کہ ایک بے گھر اور ایک بڑی بڑی بلڈنگوں کا مالک ہو۔

ع۔ان عالموں اور عالم نماؤں سے جو مختلف مقاصد کے تحت جمہوری اسلامی اور اس کے نوبنیاد اداروں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اپنا وقت اس کی نابودی کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ سیاسی بازیگروں اور سازشیں رچنے والے مخالفوں کی مدد کر رہے ہیں اور بعض اوقات۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اسی مقصد کے لئے خدا سے غافل سرمایہ داروں سے بھاری رقمیں وصول کر کے ان مخالفوں کی بڑی مدد کرتے ہیں میری وصیت یہ ہے کہ تمہیں ان غلط حرکتوں سے ابھی تک کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے اور میرے خیال میں اس کے بعد بھی کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ اگر تم نے یہ اقدامات دنیا کی خاطر کئے ہیں تو یاد رکھو خدا تمہیں اپنے منحوس مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیگا لہذا بہتر یہی ہے کہ جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے خدا کی بارگاہ میں معافی مانگ کر مظلوم و ستم رسیدہ قوم کے ہم آواز بن جاؤ اور ملت کی قربانیوں سے وجود میں آئی ہوئی جمہوری اسلامی حکومت کی حمایت کرو کیوں کہ دنیاو آخرت کی بھلائی اسی میں ہے۔ اگرچہ میں گمان نہیں کرتا کہ تمہیں توبہ کی توفیق حاصل ہو سکے گی۔

لیکن وہ افراد جو مختلف اشخاص یا گروہوں سے جان بوجھ کر یا انجانے میں ایسی غلطیاں اور خطائیں سرزد ہونے کی وجہ سے جو اسلامی احکام کے خلاف ہیں، سرے سے جمہوری اسلامی اور اس کی حکومت کے ہی شدید مخالف ہوگئے ہیں اور خدا کی خوشنودی کے لئے اس حکومت کو نابود کرنے کے درپے ہیں جن کے خیال میں یہ جمہوری، گذشتہ سلطنتی نظام سے بھی بدتر ہے یا اسی کے مانند ہے۔ ان سے میری وصیت یہ ہے کہ وہ خلوص نیت کے ساتھ تنہائیوں میں غور و فکر کریں اور انصاف کے ساتھ گزشتہ حکومت و نظام سے موازنہ کریں اور یہ نکتہ بھی مد نظر رکھیں کہ دنیا کے انقلابات میں

ہرج ومرج، غلط روی اور موقع پرستی سے مفر نہیں ہے! آپ اس پر توجہ کریں اور جمہوری اسلامی کے مشکلات کو نظر میں رکھیں۔ بطور مثال اس کے خلاف کی جانے والی سازشیں، جھوٹے پروپگنڈے، ملک کے اندر اور سرحد پار سے مسلحانہ حملے، عوام کو اسلام اور اسلامی حکومت سے ناراض کرنے کے قصد سے حکومت کے تمام اداروں میں اسلام مخالف مفسد گروہوں کا ناقابل اجتناب عمل دخل، اکثر یا بہت سے عہدیداروں کی ناتجربہ کاری، ان لوگوں کی جانب سے جھوٹی افواہوں کی تشہیر جو اپنے ناجائز بھاری فائدوں سے محروم ہوئے ہیں یا جن کے منافع میں کمی آئی ہے۔ قضات شرع کی غیر معمولی کمی، کمرشکن اقتصادی مشکلات، لاکھوں سرکاری ملازمین کی تطہیر و تصفیہ سے متعلق عظیم مسائل، صالح، ماہر اور تجربہ کار افراد کی کمی اور اسی طرح کے دوسرے دسیوں مشکلات کہ جب تک انسان خود میدان میں نہ اترے انھیں نہیں سمجھ سکتا۔

دوسری طرف سے وہ سلطنت طلب بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں جو سود خوری، منفعت پرستی زر مبادلہ کی (غیر ملکوں میں) نکاسی، سرسام آور گرانفروشی، اسمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کے ذریعہ معاشرہ کے محروم غریب طبقے پر (اقتصادی) دباؤ ڈال کر ان کی ہلاکت کے درپے ہیں اور معاشرہ کو تباہی کی طرف لے جارہے ہیں۔ یہی لوگ آپ حضرات (علمائے) کے پاس (حکومت) کی شکایت کرنے اور آپ کو فریب دینے کے لئے آتے ہیں اور بعض اوقات آپ لوگوں کو شیشہ میں اتارنے اور اپنے کو پکا مسلمان ظاہر کرنے کے لئے خمس کے عنوان سے کچھ رقم بھی آپ کے حوالے کردیتے ہیں اور مگرمچھ کے آنسو بہاکر آپ کو غصہ دلاتے ہیں نیز (جمہوری اسلامی کی) مخالفت پر اکساتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ناجائز طریقوں سے فائدہ اٹھاکر عوام کا خون چوس رہے ہیں اور ملک کی معیشت کو شکست و ناکامی سے دوچار کررہے ہیں۔

میں برادرانہ و متواضعانہ طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حضرات اس قسم کی افواہوں سے متاثر نہ ہوں اور خدا کے لئے اسلام کے تحفظ کی خاطر اس جمہوری کو تقویت پہنچائیں اور یہ جان لیں کہ اگر یہ جمہوری اسلامی ناکام ہوگئی تو اس کی جگہ بقیۃ اللہ (امام زمانہ) روحی فداہ کی پسندیدہ یا آپ حضرات کی مطیع و فرماں بردار اسلامی حکومت قائم نہیں ہوپائے گی بلکہ بڑی طاقتوں کے دونوں بلاکوں میں سے

کسی ایک بلاک کا من پسند نظام، اقتدار پر قابض ہو جائے گا۔ دنیا کے محرومین جو اسلام اور اسلامی حکومت سے لو لگائے ہوئے ہیں، مایوس ہو جائیں گے۔ اسلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گوشہ نشین ہو جائے گا اور آپ حضرات ایک دن اپنے کئے پر پشیمان ہوں گے مگر اس وقت دیر ہو چکی ہو گی۔ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہو گا۔ اس وقت آپ کی پشیمانی بے سود ہو گی۔ اگر آپ حضرات یہ توقع رکھتے ہیں کہ تمام امور ایک ہی شب میں اسلام اور خداوند تعالے کے احکام کے مطابق تبدیل ہو جائیں تو یہ ایک بڑی بھول ہے پوری تاریخ بشریت میں نہ اس قسم کا معجزہ رونما ہوا ہے۔ اور نہ ہو گا۔ جس وقت انشاءاللہ تعالیٰ مصلح کل (امام زمانہؑ) ظہور فرمائیں گے اس وقت بھی یہ گمان نہ کیجئے کہ کوئی معجزہ رونما ہو گا اور ایک دن میں پورے عالم کی اصلاح ہو جائے گی بلکہ بے پناہ کوششوں، فداکاریوں کے ذریعہ ظالم وستم گر افراد کچلے جائیں گے اور ٹھکانے لگیں گے۔ اور اگر بعض منحرف جاہلوں کی طرح سے آپ کی بھی یہی رائے ہے کہ حضرت بقیہ اللہ (عج) کے ظہور کے لئے کفر و ظلم پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دنیا کے چپہ چپہ تک ظلم پھیل جائے اور ظہور کے مقدمات فراہم ہو جائیں! تو پھر "انا لله وانا اليه راجعون۔"

ف۔ تمام مسلمانوں ور مستضعفین عالم سے میری وصیت یہ ہے کہ آپ اس انتظار میں بیٹھے نہ رہیں کہ آپ کے ملک کے حکام وذمہ دار افراد یا غیر ملکی طاقتیں آئیں اور آپ کی خدمت میں خود ارادیت و آزادی کا تحفہ پیش کریں۔ ہم نے اور آپ نے کم از کم اس آخری صدی میں جب رفتہ رفتہ تمام اسلامی ملکوں بلکہ تمام ہی چھوٹے چھوٹے ملکوں میں عالمی لٹیروں اور بڑی طاقتوں کے قدم پہنچتے رہے ہیں خود مشاہدہ کیا ہے یا صحیح تاریخوں نے ہمیں بتایا کہ ان ملکوں پر مسلط حکومتوں نے کبھی بھی اپنی قوموں کی آزادی و حریت اور ان کی فلاح و بہبود کی فکر نہیں کی ہے نہ کر رہی ہیں بلکہ تقریباً سبھی حکومتیں یا تو خود ہی اپنی قوموں پر ظلم و ستم کے ذریعہ گھٹن کی زندگی فراہم کرتی رہی ہیں۔ انھوں نے اپنے ہر کام میں صرف ذاتی یا جماعتی مفاد کو پیش نظر رکھا ہے یا پھر مالدار خوشحال طبقات کو مزید عیش و آرام پہنچانے کی فکر رہی ہے۔ جھونپڑیوں میں زندگی گزارنے والے محروم و مظلوم طبقات، زندگی کی تمام نعمتوں، حتی روٹی اور پانی جیسی چیزوں اور قوت لایموت سے بھی محروم رہے ہیں۔ ان حکومتوں نے ان بے چاروں کو خوشحالی و عیاش طبقہ کے مفادات کے لئے استعمال کیا ہے۔ اور یا پھر (یہ

حکومتیں) بڑی طاقتوں کی کٹھ پتلی رہی ہیں جنھوں نے اپنے ملکوں اور قوموں کو(غیروں سے)وابستہ بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور مختلف حیلوں سے اپنے ملکوں کو مشرق و مغرب کی منڈی بنا کر سامراجی مفادات کی حفاظت کی ہے، قوموں کو پسماندہ، صرف کھانے اور مصرف کرنے کا عادی بنادیا ہے ور آج بھی اسی منصوبے کے تحت عمل کر رہی ہیں۔

اے دنیا کے مستضعفو! اے اسلامی ملکو! اے دنیا کے مسلمانو! اٹھو اور اپنا حق واپس لینے کے لئے پوری کوشش کرو، بڑی طاقتوں نیز ان کے ایجنٹوں کے پروپگنڈوں اور ان کی ہاہو سے مت ڈرو، جرائم پیشہ حکمراں جو تمہاری گاڑھی کمائی تمہارے اور اسلام عزیز کے دشمنوں کے حوالے کر رہے ہیں انھیں اپنے ملک سے نکال باہر کرو۔ تم خود فرض شناس خدمت گزار طبقہ کے ساتھ مل کر ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں سنبھال لو۔اور سب کے سب اسلام کے پرافتخار جھنڈے تلے اکٹھا ہو کر اسلام اور محرومین عالم کے دشمنوں کے مقابلہ میں دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور آزاد و خود مختار جمہوریتوں کی شکل میں ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کی جانب آگے بڑھو۔ کیوں کہ ایسی صورت میں تم دنیا کے تمام مستکبروں کو شکست دے دوگے اور تمام مستضعفوں کو زمین کی وراثت وامامت کے رتبہ پر فائز کروگے۔اس دن کی امید کے ساتھ جس کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔

ص۔ اس وصیت نامہ کے خاتمہ میں ایک مرتبہ پھر ایران کی شریف قوم سے وصیت کرتا ہوں کہ دنیا میں انتاہی زیادہ زحمتوں، تکلیفوں، فداکاریوں، جاں نثاریوں اور محرومیوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے جتنا بلند، عظیم اور قیمتی مقصد ہوتا ہے۔ آپ جیسی مجاہد اور شریف قوم نے جس چیز کی خاطر قیام کیا ہے اور جس کی طرف بڑھ رہی ہے اور جس کی راہ میں اپنی جان و مال نثار کیا ہے اور کر رہے ہیں وہ اعلیٰ ترین اور گراں بہاترین مقصد ہے۔ یہ وہ مقصد ہے جسے ازل میں ابتدائے کائنات سے پیش کیا گیا ہے اور اس دنیا کے بعد، ابد تک کے لئے رہے گا اور وہ مقصد، مکتب الوہیت، اپنے وسیع معنوں میں اور نظریۂ توحید اپنے تمام بلند و بالا جہات کے ساتھ ہے جو خلقت کی بنیاد اور عرصۂ مقصد اپنے تمام جہات، معانی اور درجات کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتب میں متجلی ہے۔ تمام انبیائے عظام علیہم السلام اور تمام اولیائے معظم سلام اللہ کے بغیر کمال مطلق اور لامتناہی جلال و جمال تک رسائی

ممکن نہیں ہے۔ اسی چیز نے خاکیوں کو ملکوتیوں اور ان سے بھی برتر مخلوقات پر شرف عطا کیا ہے۔ اور اس راہ پر چل کر خاکیوں کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ پوری کائنات کی ظاہر و باطنی مخلوق میں کسی موجود کو حاصل نہیں ہوتا۔

اے مجاہدو! تم اس پرچم تلے آگے بڑھ رہے ہو جو پوری مادی و معنوی کائنات پر لہرا رہا ہے۔ تم اس کو درک کر سکو یا نہ، تم اس راستے پر چل رہے ہو جو تمام انبیا علیہم السلام کا اکیلا راستہ ہے اور سعادت مطلق کا واحد ذریعہ ہے۔ یہی وہ جذبہ اور محرک ہے جس کی راہ میں تمام اولیاء، شہادت کو گلے لگاتے ہیں اور سرخ موت کو شہد سے زیادہ شریں سمجھتے ہیں اور آپ کے جوان محاذ جنگ پر اسی کا ایک گھونٹ پی کر وجد میں آئے ہیں۔ ان کی ماں بہنوں اور باپ بھائیوں میں (یہی جذبہ) جلوہ گر ہوا ہے۔ اور ہمیں بجا طور پر یہ کہنا چاہئے کہ:

یالیتنا کنا معکم فأفوز فوزاً عظیما۔

"مبارک ہو ان لوگوں کو وہ نسیم دل آرا اور وہ ولولہ انگیز نظارا۔"

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس جلوہ کی ایک جھلک تپتے ہوئے کھیتوں طاقت فرسا کارخانوں، صنعتی مراکز ایجادات و اختراعات کے اداروں میں اور قوم کی اکثریت کے اندر بازار، سڑکوں دیہاتوں ور ان تمام افراد میں ہے جو اسلام جمہوری اسلامی اور ملک کی ترقی و خود کفالتی کے لئے خدمت کرر۔ ہیں۔ اور جب تک معاشرہ میں تعاون و فرض شناسی کا یہ جذبہ باقی رہے گا۔ انشاءاللہ یہ عزیز ملک ن آسیب دہر سے محفوظ رہے گا۔ بحمد اللہ تعالیٰ آج دینی تعلیمی مراکز یونیورسٹیوں اور علم وادب کے مرکزوں کے جوان اس غیبی والٰہی تحفہ سے فیضیاب ہیں۔ یہ مراکز مکمل طور پر ان ہی کے ہاتھوں میں ہیں۔ انشاءاللہ تباہ کاروں اور منحرفوں کے ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ان تمام لوگوں سے میری وصیت یہ ہے کہ خدائے متعال کی یاد کے سہارے معرفت نفس خود کفالتی اور مکمل آزادی کی طرف آگے بڑھیں۔ یقیناً خدا آپ لوگوں کے ساتھ ہے۔ اگر آپ لوگ خدا کے خدمت گزار ہیں اور اسلامی ملک کی ترقی و سربلندی کے لئے تعاون کے جذبہ کو آگے بڑھاتے رہیں اور میں ملت عزیز میں جس بیداری، ہوشیاری، فرض شناسی، فداکاری اور راہ حق میں استحکام و ثبات قدم کو دیکھ رہا ہوں (اس کے

پیش نظر) اس امید کے ساتھ کہ خداوند متعال کے فضل سے یہ انسانی معانی ومفاہیم آئندہ نسلوں میں منتقل ہوں گے اور نسلاً بعد نسل اس میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ میں پر سکون دل، مطمئن قلب، مسرور وشاداں روح اور فضل خدا سے امیدوار ضمیر کے ساتھ آپ بہن بھائیوں کی خدمت سے رخصت ہو کر مقام ابدی کی جانب سفر کر رہا ہوں اور آپ لوگوں کی دعائے خیر کا سخت محتاج ہوں۔ خدائے رحمٰن ورحیم سے دعا کرتا ہوں کہ خدمت میں کوتاہی اور قصور و تقصیر کے سلسلہ میں میرے عذر کو قبول فرمائے۔ میں قوم سے بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ کوتاہیوں، قصوروں اور تقصیروں کے سلسلہ میں میرے عذر کو قبول کرے اور اپنے عزم مصمم نیز پوری توانائی کے ساتھ آگے بڑھتی رہے اور یہ جان لے کر ایک خدمت گزار کے چلے جانے سے قوم کی آہنی فصیل میں شگاف نہیں پڑے گا کیوں کہ مجھ سے اعلیٰ اور والاتر خدمت گزار خدمت کیلئے موجود ہیں۔ اللہ اس قوم اور دنیا کے مظلوموں کا محافظ ہے۔

والسلام عليكم وعلى عباد الله الصالحين ورحمة الله وبركاته

روح اللہ الموسوی الخمینی

۲۶ بہمن ۱۳۶۱ ہجری شمسی ☆ جماد الاول ۱۴۰۳ ہجری قمری